جلد - ۷

نظارۂ پرستان

ترجمہ مسٹریز آف لنڈن (آخری سلسلہ)

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

غرور حسن - باپ کا قاتل - خونی تلوار - فسانہ لندن - گردش آفاق

مصنف — مترجم

جارج ڈبلیو - ایم - رینالڈس — تیرتھ رام فیروزپوری

اس دفتر سے منشی تیرتھ رام صاحب کے نئے ناولوں کا ایک ماہوار سلسلہ جاری ہے

عہ سالانہ قیمت بھیجکر مستقل خریداری فرمائیے

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

صرف سر ورق ملاپ الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام پیارے لال پرنٹر پبلشر کے چھپا

اشاعت اول — قیمت ۱۲ ار

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو بھیر کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

سانویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے سب سے زبردست ناول

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری
مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۷ء

لال برادرس
نے ڈیرہ دون سے شائع کیا

صدر دفتر۔ ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول
قیمت عہ ر

دو دو باتیں

گذشتہ ایک ماہ کے عرصہ میں صرف اصحاب ذیل نے نئے خریدار عطا کئے :-

(۱) جناب فتح محمد صاحب انصاری (سندھ) ایک (۲) جناب چودھری وہاب الدین صاحب کمبوہ دو۔

یہ تعداد ماہ گذشتہ کے نئے خریداروں کی نسبت بہت کم ہے۔ مگر ہم اس کے لئے بھی ان اصحاب کا جن کی تحریک سے یہ خریدار حاصل ہوئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ذرا زیادہ سرگرمی سے کام لیا جائے اور وہ اصحاب جو اب تک خاموش ہیں وہ بھی میدان عمل میں اتر آئیں تو جملہ شکایات رفع ہو سکتی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم یو۔پی کے ایک اردو رسالہ کی حالت کو غائت درجہ قابل رشک سمجھتے ہیں کہ اس کی اپیل پر ایک ماہ کے اندر ۳۴ نئے خریدار پیدا کئے گئے اور وہ بھی صرف ۱۱ اصحاب کی کوشش سے۔ جن میں سے بعض نے چار چار پانچ پانچ اور ایک نے ۱۲ نئے خریدار مہیا کئے۔ کاش ہمارے ناظرین اس سے نصف ہی کوشش کریں!

بعض اصحاب لکھا کرتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ کی ترقی اشاعت کے خواہاں تو ہیں۔ مگر لوگوں کی بدشوقی کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر یہ نقص بوجہ احسن رفع ہو سکتا ہے اگر وہ اصحاب جو بفضل خدا صاحب استطاعت ہیں۔ محتاج شایقین کے لئے ذریعہ امداد بنیں۔ اس دفتر میں کئی خطوط اس قسم کے موصول ہوتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ کو دیکھنے کے آرزومند مگر کثرت اخراجات سے مجبور ہیں۔ ارباب سخاوت ایسے شخصوں کے نام اپنے خرچ سے یہ سلسلہ جاری کرا دیں یا نصف چندہ اپنے پاس سے ادا کرنے کے لئے اس دفتر میں بھیج دیں تو ثواب دارین کے مستحق ہو سکتے ہیں ایسے معطیوں کے نام نامی افتخار دستگیری کے ساتھ ان صفحات میں درج ہوتے رہیں گے

خریداروں میں جن اصحاب کو کوئی جلد وقت پر نہ ملے وہ ازراہ کرم اس ماہ کی ۲۰ تاریخ تک ضرور اس دفتر کو اطلاع دیں۔ کہ بعد میں رفع شکائت دشوار ہے۔ اپنی طرف سے اس بات کی اشد کوشش کی جاتی ہے کہ کسی صاحب کے لئے وجہ شکائت پیدا نہ ہو۔ مگر ڈاک خانہ میں بعض پرچوں کا ادھر ادھر ہو جانا ایک معمولی بات ہے۔ پس ناظرین کسی پرچے کے نہ ملنے سے خفا نہ ہوں۔ بلکہ ایک اطلاعی خط لکھ دیں کہ شکایت رفع کی جا سکے۔ دو دو تین تین ماہ بعد اس قسم کی اطلاع دینا بے سود ہے

نظارہ پرستان

ساتویں جلد

باب - ۳۶

مکتب

قصر اوک لینڈس سے چلکر کرسچن اس ویران جھونپڑی میں گیا جہاں مسٹر ریڈکلف نے اپنی عارضی سکونت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ اس وقت وہیں تھا۔ کرسچن نے سب حال مفصل بیان کیا جسے اس نے پوری توجہ سے سنا۔

ساری کیفیت سن کر ریڈکلف نے کہا "میرے نوجوان دوست۔ تم نے اس معاملہ میں میری ہدایات پر پوری طرح عمل کیا ہے۔ اور میں تمہاری حسن تدبیر کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔ کیا ہوا اگر ملازمت ہاتھ سے جاتی رہی۔ کارساز حقیقی بہت جلد اس سے بہتر انتظام کر دے گا۔ آرزو تھی۔ کہ تم ہمیشہ میرے ہی پاس رہو۔ مگر بعض وجوہ سے سردست اس کا انتظام غیر ممکن ہے۔ اور یہ وجوہ ایسی بھی نہیں ہیں کہ انہیں تم سے پوشیدہ رکھا جائے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے پاس تمہارے لئے کوئی کام نہیں۔ اور ایک ایسے نیک نہاد۔ صاحب اصول نوجوان کے لئے جیسے تم ہو اس عمر میں بیکاری اچھی نہیں۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ تم بجائے خود دوسرے کی امداد کاہلی کی زندگی بسر کرنے پر محنت و مصروفیت کی زندگی کو قابل ترجیح سمجھو گے۔ دوسرے میری تمہاری عمروں میں بہت فرق ہے۔ میں ایک تن تنہا۔ راحت شکستہ آدمی۔ عادات عجیب۔ حالات عجیب

اور خیالات مخصوص۔۔ مگر طول کلام برطرف۔ کچھ ایسے کام بھی میرے پیش نظر ہیں جن کی وجہ سے میں اپنے اوقات کا مختار نہیں ہوں۔ مجھے تنہائی کی اشد ضرورت ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کوئی اس میں مخل ہو۔ اس لئے میرے دوست۔ ہم ایک دوسرے سے جدا ہونے پر مجبور ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم اپنے دور ہستی کو پھر اسی طرح شروع کرو۔ نیک چلنی کی سند تمہارے پاس ہے۔ اور اس سے بڑھ کر تم بذات خود شریف۔ قبول صورت اور صاحب اخلاق ہو۔ یقین ہے ایسی ہی کوئی ملازمت جیسی آج تم نے ترک کی ہے۔ بہت جلد مل جائے گی۔ گو یہاں سے غالباً تم اپنی بہن سے ملنے لندن جاؤ گے مگر جب تک معقول گذران کا انتظام نہ ہو۔ نہیں کوئی مکان کرایہ پر لے لینا۔ فوری اخراجات کے لئے یہ روپیہ جو میں دیتا ہوں۔ کافی ہوگا۔ لیکن اس عارضی جدائی کے باوجود ہم ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ نہیں ہوتے۔ مجھے ہر وقت تمہارا خیال رہے گا۔ تم نے بھی گاہ بگاہ ملتے رہنا اور جب کبھی مالی امداد کی ضرورت ہو۔ بے دریغ میرے پاس چلے آنا۔ میں اس خیال سے تمہیں کھلی اجازت دیتا ہوں کہ تم کبھی اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ گے۔ بہر حال مجھے اپنی جائے سکونت سے ہمیشہ مطلع کرتے رہنا۔ کہ اگر کبھی تم ملنے کے لئے نہ آسکو۔ تو میں بوقت ضرورت خط بھیجکر بلا لیا کروں۔"

یہ کہکر مسٹر ریڈکلف نے ۵۰ پونڈ کی ایک تھیلی کرسچن کے ہاتھ میں دے دی۔ اتنے میں وہ بڈھا جو اس جھونپڑی میں رہا کرتا تھا۔ ریڈکلف کے حکم سے کرسچن کا ٹرنک اوک لینڈس کے دربان سے لیکر واپس آگیا۔ پس ہمارا نوجوان دوست مسٹر ریڈکلف کا شکریہ ادا کرتا۔ اس سے رخصت ہوا۔ اسی بڈھے کے سر پر ٹرنک اٹھوا کر وہ پاس کے گاؤں میں پہنچا۔ جہاں سے کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر وہ لندن کی طرف روانہ ہوا۔ لندن پہنچکر سب سے پہلے بہن سے ملا۔ ہر چند انہیں ایک دوسرے سے جدا ہوئے صرف ایک ہفتہ گذرا تھا۔ تاہم دونو بہت تپاک سے ملے۔ کرسچن نے اوک لینڈس کے سب واقعات بیان کئے۔ جنہیں سن کر اس پاک باز حسینہ کے دل کو ڈیوک آف مارچ مونٹ کی سیاہ کاری کے خیال سے سخت صدمہ ہوا۔ مگر بھائی نے تاکید کی۔ کہ اس معاملہ کو لیڈی آکٹیوین میریڈتھ کے کانوں تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ جس کا کرسٹینا نے وعدہ کیا۔ اور قریباً دو گھنٹے اکٹھے رہ کر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

چونکہ جھٹ پٹا ہو گیا تھا۔ اس لئے کرسچن نے ارادہ کیا کہ آج کی رات کسی ہوٹل میں گذار کر کل سے مکان تلاش کیا جائے۔ اور جب تک روزانہ اخبارات میں اشتہار کے ذریعہ کوئی معقول ملازمت

نہ مل جائے اسی مکان میں سکونت رکھی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور صبح کو چاشت کے بعد وہ بازاروں کے گشت کے لئے نکلا۔ تھوڑی دیر ویسٹ اینڈ میں گھومنے کے بعد وہ اس محلہ میں جا پہنچا جہاں گرجا کے مجرز مسز چیپ کی سکونت تھی۔ مگر کیا وہ اتفاقاً اس طرف آ گیا۔ یا کوئی ناقابل محسوس مگر یقینی کشش اس کے قدموں کو بے اختیار اس مکان کی طرف لے گئی۔ جہاں دس دن پیشتر اس نے ایک حسین اور جوان لڑکی کو دیکھا تھا؟ ہمارے خیال میں اس سوال کا بہتر جواب ناظرین ہی دے سکتے ہیں۔ ہمارے لئے اس توضیح میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ اس مکان کے پاس سے گذرتے ہوئے جس وقت کرسچن نے اس مطلب کا بورڈ آویزاں دیکھا۔ کہ "مکان کا ایک حصہ کرایہ کے لئے خالی ہے" تو قدرتی طور پر اس کے سینہ میں بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ اور نا معلوم راحت سے ہر عضو بدن تھرتھرانے لگا۔

کرسچن نے بورڈ کو دوبارہ غور سے پڑھا۔ واقعی اس پر یہی الفاظ مسز چیپ کی شکستہ تحریر میں لکھے ہوئے تھے۔ جی میں آئی دروازہ پر دستک دے کر تصدیق کر لے لیکن کچھ سوچ کر رک گیا اور آہستہ چلتا آگے کو نکل گیا۔ تھوڑی دور جا کر پھر واپس ہوا۔ پھر بورڈ کو پڑھا۔ اور پھر ایک بار دستک کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر اس خیال نے ہاتھ روک دیا کہ شائد اس حصہ مکان کا کرایہ زیادہ ہو۔ اس میں شک نہیں اس وقت وہ مسٹر ریڈکلف کے دیئے ہوئے روپیہ کی مدد سے زیادہ کرایہ بھی ادا کر سکتا تھا۔ مگر اپنی استطاعت کا خیال رکھنا ہر حال میں فرض تھا۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ اگر میں نے کرایہ دریافت کرنے کے بعد مکان نہ لیا۔ تو شاید کوئی اس سے برا مانے یا یہی سمجھا جائے کہ میں اس ذریعہ سے حسین مس وفنسنٹ کو ایک نظر دیکھنے آیا تھا۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ تامل نے پھر ایک بار ارادہ کی استقامت کو مسلوب کر دیا۔ اور وہ چپ چاپ دروازہ کے پاس سے گذر کر گلی کے دوسرے سرے پر پہنچ گیا۔ مگر رخصت ہونے کی جرأت پھر بھی نہ ہوئی۔ جی کڑا کر کے کہنے لگا۔ "بہرحال دریافت میں کیا حرج ہے" اور ایک بار پھر اس مکان کی طرف لوٹا۔

اس مرتبہ جب وہ مکان کے دروازہ پر پہنچا۔ تو مسز چیپ ایک کھڑکی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے سلام کیا۔ مگر مسز چیپ نے یا تو اسے پہچانا نہیں۔ یا شائد سمجھا کہ سلام کسی اور کو کیا گیا ہے بہرحال اب کی بار اس نے حوصلہ کر کے دروازہ پر زور کی دستک دی جس کی آواز سن کر مسز چیپ کا شیطانی چہرہ کھڑکی سے غائب ہو گیا۔ اور ذرا دیر بعد اس کی لاغر و زار صورت دروازہ میں

نمودار ہوئی۔ اس نے ایک بے رنگ میلی سوتی گون پہنی ہوئی تھی۔ کندھوں پر فرسودہ شال اور سر پر گلابی رنگ کی ٹوپی تھی۔ جس کے سرخ فیتے بہت میلے اور خراب تھے۔ ایک لمحہ کے لئے اس نے کرسچن کی طرف اس طرح دیکھا گویا اپنے دھندلے دماغ میں اسکی صورت یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پھر دفعتاً کچھ جان کر اس نے سر کو جنبش ہونے کے بعد کہا۔ "اوہ تم وہی لڑکے ہو جو اس رات میرے شوہر کو چھوڑنے آئے تھے۔ جب اس نے بہت سی شراب پی رکھی تھی؟ غالباً تم پھر اسی سے ملنے آئے ہو۔ مگر اس وقت وہ لڑکوں کی تعلیم میں مشغول ہے۔"

"معاف کیجیے۔ میں اس غرض سے حاضر نہ ہوا تھا۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "در اصل میں اس اشتہار کا مضمون پڑھ کر ٹھیر گیا تھا . . ."

"آہ! پھر دوسری بات ہے۔" مسز چپ نے جلدی سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی صورت میں بھی نمایاں تبدیلی ہو گئی۔ چنانچہ اب وہ زیادہ تکلف سے کام لے کر کہنے لگی۔ "اگر آپ کو ارزاں اور اچھے مکان کی ضرورت ہو تو بے شک ہمارے پاس ایک حصہ خالی ہے۔ اور اگر معاملہ طے ہو جائے تو آپ شوق سے اس میں ٹھیر سکتے ہیں۔ دو کمرے خالی ہیں۔ ایک نشست کا۔ دوسرا سونے کا۔ اور ان کا کرایہ ملازم کی اجرت سمیت فقط ۱۵ شلنگ ہفتہ وار ہے۔"

کرسچن کی جیب میں ۵۰ پونڈ تھے۔ اور اس کا خیال تھا کہ ایک نہیں دو ہفتہ میں ضرور کہیں نہ کہیں ملازمت مل جائے گی۔ پس سارے حالات پیش نظر رکھ کر اس نے مکان کا یہ حصہ کرایہ پر لے لینا ہی مناسب سمجھا۔ اندر جا کر جگہ کا معائنہ کیا۔ کمرہ نشست بہت چھوٹا اور نچلی منزل پر واقع تھا۔ اس کی ایک تنگ کھڑکی صحن کی طرف کھلتی تھی۔ اور کرسچن نے اس کی راہ سے دیکھا۔ تو پانی کا نل، کوڑا کرکٹ جمع کرنے کا پیپا۔ پانی بھرنے کا برتن اور ایک جھاڑو یہ چیزیں پڑی ہوئی نظر آئیں۔ جاندار مخلوقات کی قسم سے جو کچھ دکھائی دیا۔ وہ ایک بلی تھی جو دیوار پر بیٹھی کبھی آنکھیں بند کرتی اور کبھی کھولتی تھی۔ یا ایک بھدی صورت کی خادمہ جو بیٹھی ہوئی آلو چھیل رہی تھی۔ اور جس کی تنخواہ صورت بیں حالش مپرس کے مشہور مقولہ کے مطابق اندازہ کرنے سے ۸ اپنس ہفتہ وار سے زیادہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ سونے کا کمرہ اس کے عین اوپر اور تنگ ہی بڑا تھا۔ مگر اس میں شک نہیں۔ دونو کمرے صاف تھے۔ اور کرسچن نے انہیں پسند کیا۔ اس نے پیشگی کرایہ ادا کرنے کو بٹوہ نکالا۔ لیکن مسز چپ نے جس میں صاف گوئی کا وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔ جھٹ کہا۔ "میں کسی شخص کو بلا پہچانے اپنے مکان میں نہیں رکھتی۔ کیونکہ کسی آدمی کے وقت پر کرایہ ادا کرتے رہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ صاحب

عزت بھی ہے۔"

کرسچن نے مسز ہیکالے کا حوالہ دیا جس کا نام سن کر مسز حیب کو یاد آ گیا کہ اس قابل یادرات کو جب مسٹر حیب دعوت کھانے گئے ہوئے تھے۔ یہی نوجوان انہیں مکان پہ چھوڑنے آیا تھا جس سے ظاہر تھا کہ مسز ہیکالے ضرور اسے جانتی ہوں گی۔ کیونکہ تبھی اس نے اسے جلسہ دعوت میں شریک کیا ہوگا۔

پس وہ کہنے لگی۔ "بہت اچھا۔ پہچان کا معاملہ طے ہوا۔ اب آپ ایک ہفتہ کا کرایہ ادا کر دیجیے اور میرے ساتھ آ جائیے کہ مسٹر حیب سے اس کی رسید لے دوں۔"

کرسچن مسز حیب کے ساتھ چلتا صحن کی راہ سے گذرا۔ آخر الذکر نے تھوڑی دور چلکر ایک کمرہ کا دروازہ کھولا جس سے مکتب کا کام لیا جاتا تھا۔ اور جس میں داخل ہونے کے لیے لڑکوں کا راستہ دوسری طرف سے تھا۔ یہ جگہ تنگ۔ کثیف اور بدبودار تھی۔ اور اس میں ہوا کی آمدورفت کا انتظام سخت ہی ناقص تھا۔ فی الحقیقت کمرہ کی ہوا اتنی گرم تھی۔ کہ کرسچن دروازہ پہ پہنچکر رک گیا۔ اس جگہ سے جو نظارہ اسے دکھائی دیا۔ وہ قابل یادگار تھا۔ مسٹر حیب پرانی ڈرسنگ گون پہنے جس کا کپڑا اپنی فرسودگی میں کم و بیش بے رنگ نظر آتا تھا۔ مگر جس پہ کسی زمانہ میں نیلی زمین پہ سیاہ دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ پاؤں کو دریدہ سلیپروں میں ڈالے ڈسک کے پاس بیٹھے ہاتھ میں بید کی چھڑی لیے جماعت کا سبق سن رہے تھے۔ ایک اور مضبوط ڈنڈا ان کے سر پہ دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا خوفناک اثر پیدا کر رہا تھا۔ اس کمرہ تاریک میں ۲۰ کے قریب طالب علم جن کی عمر پانچ سے دس سال کے درمیان تھی ایک دوسرے سے جڑکر بیٹھے ہوئے تھے۔

دروازہ کھلا تو مسٹر حیب نے آہستگی اور سنجیدگی سے پیچھے مڑکر دیکھا۔ کیونکہ طلبا کی موجودگی میں آپ حتی الوسع اپنے فاضلانہ وقار میں فرق نہ آنے دیتے تھے۔ اور اس وقت کے سوا کہ بید کی چھڑی یا ڈنڈے سے کام لینے کی ضرورت ہو ہرگز کسی جوش کا اظہار نہ کرتے تھے۔ گو ایسے موقعوں پہ جو عموماً پیش آتے رہتے تھے ان کی طرف سے اتنی ہی تندی کا اظہار ہوتا تھا۔ جتنا سبق دینے کے وقت۔ خیر تو مسٹر حیب نے اپنے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے مڑکر دروازہ کی طرف دیکھا۔ اور کرسچن کے سلام کا اشارہ سے جواب دیکر بدستور جماعت کا سبق سننے میں مصروف رہے۔ مسز حیب تھوڑی دیر چپ رہی۔ شاید اس ذریعہ سے کرسچن کو مکتب کے اعلیٰ ضبط انتظام۔ اپنے شوہر کے قابل قدر تعلیمی اوصاف اور طلبا کی غیر معمولی ذہانت کے ثبوت سے متاثر کرنا چاہتی تھی۔

اس کے بعد آمادہ ہو کر کرسچن سے کہا "مسٹر چپ اس وقت تیسری جماعت کا آموختہ سن رہے ہیں۔ اس جماعت کے بچے خوردسال ہونے کے باوجود نہایت ذہین ہیں۔"

کرسچن اس جماعت کی طرف اس طرح دیکھتا رہا۔ گویا کوئی نہایت دلچسپ نظارہ پیش نظر ہو۔ شاید اس لئے کہ وہ اس ذریعہ سے مسٹر چپ کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ اسے اپنے کمرہ میں آنے کے لئے کہے اور یہ اس جگہ حسین و جمیل مس ونسنٹ کی صورت ایک نظر دیکھ سکے۔

اس اثنا میں مسٹر چپ برابر اپنے فرائض تعلیم میں مشغول رہے۔

"بل شیڈ بولٹ" انہوں نے ایک لڑکے کو مخاطب کرکے کہا "تم لفظ پگ (سور) کے ہجے کرو"

"پی... آئی۔ ڈبل جی۔ پگ۔ جناب" لڑکے نے جواب دیا۔

"شاباش!" مسٹر چپ نے خوش ہو کر کہا۔ "اچھا اب اس کی صورت بیان کرو۔"

"جناب عالی یہ ایک جانور ہے..."

"شاباش۔ شاباش" پھر وہ بڑے لڑکے سے "بن ٹڈلے ونک تم بتاؤ کہ سور کیسا ہوتا ہے دوپایہ یا چوپایہ؟"

"دوپایہ جناب"

"غلط" مسٹر چپ نے پیشانی پر بل ڈال کر اور بید کی چھڑی کو مضبوط پکڑتے ہوئے کہا جس سے شاید کرسچن کے موجود نہ ہونے کی صورت میں کام بھی ضرور لیا جاتا۔ "سوچ کر بتاؤ۔"

"چوپایہ جناب چوپایہ"

"ہاں یاد رکھو۔ سور ایک چوپایہ جانور ہے۔" مسٹر چپ نے کہا۔ کیونکہ وہ چار پاؤں کے بل چلتا ہے۔ اور اس کے ایک دم بھی ہوتی ہے۔ اگر اس کی دم کاٹ دی جائے تو اس کی صورت اتنی ہی معیوب ہو جاتی ہے جیسے کسی گرجا کے چپراسی کی ٹوپی اور وردی اتار لینے سے۔ اچھا تیسرا لڑکا جارج سنفکن تم سور کی عادات بیان کرو۔"

"جناب یہ ایک دوعنصری جانور ہے..."

"بہت خوب۔ مگر تشریح کرو۔ دوعنصری جانور کیسے ہوتے ہیں؟"

"جناب وہ جو خشکی اور تری دونو پر زندگی بسر کرتے ہیں۔"

"اور سور؟..."

"سور بھی خشک اور تر دونو طرح کی چیزیں کھا کر زندہ رہتا ہے۔"

"شاباش! شاباش! آگے بیان کرو۔"

"اس کے علاوہ سور نباتات خور جانور ہے۔"

"بے شک۔ مگر اس لفظ کی بھی توضیح کرو۔"

"جناب وہ سبزی کھانے والا جانور ہے۔"

"بہت اچھا!" مسٹر جیب نے کہا۔ "اب سب لڑکو تمہیں سور کی عادات سے سبق حاصل کرنا اور اس کی طرح جو ملے کھا لینا چاہیے۔ میں سور کی مثال ہر ایک لڑکے کے سامنے معیار ذہنی کے طور پر پیش کرتا ہوں"

کرسچن چپ چاپ کھڑا اس فاضلانہ تقریر کو سنتا رہا۔ گو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسٹر جیب کو اسی سلسلہ میں یہ بھی کہہ دینا چاہیے تھا کہ بچوں کو لازم ہے سور کی طرح جوتے بھی پی لیں۔

"اچھا۔ جو بنکسی" مسٹر جیب نے اگلے لڑکے کو بلا کر کہا۔ "اب تم لفظ کیٹ (بلی) کے ہجے کرو"

"جناب سی۔ اے۔ ڈبل ٹی کیٹ"

"خوب۔ اور کیوں بھلا یہ جانور کس قسم میں شامل ہے؟"

"جناب موش کش حیوانات کی قسم میں۔"

"بہت اچھا۔ بہت اچھا۔ اب بتاؤ تمہاری رائے میں اس جانور کی خصوصیت کیا ہے؟"

"یہ جانور اندھیرے میں دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر بجلی بھری ہوئی ہوتی ہے۔ جو دُم کے سرے سے لیکر سر تک پھیلتی اور آنکھوں کی راہ سے خارج ہوتی ہے"

"شاباش!" مسٹر جیب نے اطمینان کی راہ سے کہا۔ "بس اب تیسری جماعت کے لڑکے اپنی جگہ بیٹھ کر کام کریں"

لڑکے بنچوں پر بیٹھ گئے۔ اور ماسٹر صاحب انداز وقار سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آگے بڑھ کر کرسچن سے مصافحہ کیا۔ اور بولے "معلوم ہوتا ہے آپ میرے سکول کا معائنہ کرنے آئے ہیں۔ مسٹر ایشٹون آپ نے دیکھ لیا میں ان لڑکوں کو ہجوں کے ساتھ ساتھ خواص الاشیاء کی تعلیم بھی دیتا جاتا ہوں اس سے ایک پنتھ دو کاج ہو جاتے ہیں اور لڑکوں میں غور و فکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ طریقہ میرا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ اور اسی تیزی سے ترقی کر رہا ہے جس سے دخانی انجن اور تار برقی کی ترقی عمل میں آرہی ہے۔"

"غالباً مسٹر ایشٹن کا سکول کے معائنہ سے اطمینان ہو گیا ہوگا" مسز جیب نے کہا۔ مگر حقیقت میں ان کی آمد اس سلسلہ میں نہ تھی۔ وہ مکان تلاش کر رہے تھے۔ اور انہوں نے ہمارے مکان کا

خالی حصہ پسند کیا ہے۔ تم انہیں پہلے ہفتہ کے کرایہ کی رسید لکھ دو۔"

"بہتر" مسٹر چیپ نے جیسا اسکی عادت تھی کہا۔ اور اس کے بعد انداز وقار سے ڈسک کے پاس بیٹھ کر قلم میں نیا نب لگایا۔ اسے روشنی میں بغور دیکھا کہ کوئی نقص تو نہیں ہے۔ اس کے بعد معلموں کی طرز خاص میں خوشخطی کا لحاظ رکھ کر رسید لکھی اور آخر میں دستخط کر کے اس کے نیچے کچھ اس قسم کی لکیر کھینچ دی جو پکے بنے ہوئے قلم یا شاید اس بلی کی دم سے زیادہ مشابہ تھی۔ جس کے متعلق جماعت کے ایک ہونہار طالب علم نے بیان کیا تھا۔ کہ اس کا سارا بدن بجلی کی طاقت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ رسید لکھ کر مسٹر چیپ کرسی کی پشت پر جھک گئے اور تھوڑی دیر اپنی تحریر کو انداز تعریف سے دیکھتے رہے بعد ازاں اس پر جاذب رکھ کر خشک کیا اور اسے کریچن کے حوالہ کر دیا۔

پھر قلم سے رسید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ "دیکھئے یہ ہے اصلی طریق املا۔ اور اسی کی میں اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہوں۔ مگر ٹھیرئے آپ خود میری اس تعلیم کا اثر دیکھ سکتے ہیں" اور اتنا کہہ کر اس نے آواز دی "پہلی جماعت کے لڑکے اپنی املا کی کاپیاں لیکر حاضر ہوں۔"

اس حکم کو سنتے ہی بارہ کے قریب خورد سال طالب علم جن کی کسمپرسی ان کے لباس سے ظاہر تھی۔ کاپیاں ہاتھوں میں لئے مسٹر چیپ کے ڈسک کی طرف دوڑے۔ اب آپ ہیں کہ ان سے ایک ایک کاپی لیکر کریچن کو دکھاتے اور ساتھ ساتھ اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے جاتے ہیں کہ معلوم ہو وہ اس تحریر کو کس حد تک پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ قدرتی طور پر کریچن نے طالب علموں کے املا کی تعریف کی۔ اور مجموعی طور پر اس قدر اطمینان کا اظہار کیا کہ پانچ شلنگ پیش کر کے ان میں بطور انعام مٹھائی تقسیم کرنے کی درخواست کی۔ اس میں شک نہیں۔ اس کارروائی میں تھوڑا اسا ریا اور ظاہر داری شامل تھی۔ مگر وہ اس وجہ سے قابل معافی سمجھی جا سکتی ہے کہ کریچن ان ذریعوں سے مسٹر چیپ کو خوش کر کے اس کی معرفت مس ونسنٹ سے اختلاط پیدا کرنے کا آرزو مند تھا۔ اس کوشش میں اسے مایوسی بھی نہیں ہوئی۔ کیونکہ مسٹر چیپ نے اسی شام کے لئے اسے چائے کی دعوت دی۔

انتظامات سکونت سے فارغ ہو کر کریچن نے اس مطلب کا اشتہار تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا ایک نوجوان کسی امیر۔ زمیندار۔ ممبر پارلیمنٹ یا دوسرے معزز شخص کی خدمات خاص نویسی انجام دینا چاہتا ہے۔ اس کا مسودہ تیار کر کے وہ اخبار ٹائمز کے دفتر میں لے گیا۔ پھر اس کام سے فارغ ہو کر اس نے وہیں پر کھانا کھایا۔ اور شام کے ۸ بجے تک کتب بینی میں مشغول رہا۔ اس وقت بڑے اہتمام سے لباس تبدیل کر کے وہ مسٹر چیپ کی نشست گاہ کی طرف چلا۔ دروازہ کھولا تو اظہار مسرت سے

بمشکل باز رہ سکا۔ کیونکہ وہاں ان کے سامنے وہی نازنین موجود تھی جس کی ایک ہی نظر پر وہ نقد دل ہار چکا تھا۔

جیسا ہم نے پیشتر بیان کیا اسابیلا ولسنٹ کی عمر ۱۶ سال کے قریب تھی۔ اور چونکہ زمانہ حسن و جمال کی سب دلفریبیاں اسکی ذات میں جمع تھیں۔ اس لئے کریسچن ایشٹن کا پہلی ملاقات میں ہی اسیر ہزار جان سے شیدا ہونا باعث حیرت نہ تھا۔ وہ ایک دراز قامت اور نازک بدن لڑکی تھی جس کے اعضا اور خط وخال ہر لحاظ سے مکمل و بے عیب تھے۔ فی الحقیقت اس زمانہ میں وہ اس سن شباب میں قدم رکھنے لگی تھی۔ جب کمسنی کی نازگی بلوغ کی پختگی میں تبدیل ہوتی ہے۔ لیکن ابھی سے اس کے حسن دلنواز میں وہ ساری خوبیاں نظر آتی تھیں جنہیں مصور اپنی تصاویر اور سنگتراش اپنے مجسموں کی تیاری میں داخل کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ بدن کی سرو دل انگیز دلفریبی۔ چال کی لچک سینہ کا ابھار۔ کمر کی نزاکت۔ ڈھلوان شانے۔ لمبی گردن۔ گول بازو۔ سیدھے اعضا۔ خوشنما ہاتھ۔ نازک ٹخنے اور چھوٹے چھوٹے پاؤں۔ یہ سب باتیں مجموعی طور پر اسابیلا کو فن لطیفہ کے ان قواعد کا مجسمہ بناتی تھیں جو استادان عصر کے قلم یا چاقو پر اس وقت حائز ہوتے ہیں جب وہ عورت کے حسن دلفریب کو کاغذ یا پتھر پر منتقل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

رہ گیا اس نازنین کا برق پاش چہرہ۔ اس میں وہ تمام خوبیاں جو تکمیل حسن کا لازمہ سمجھی گئی ہیں۔ موجود تھیں۔ یعنی ساخت بیضوی۔ خط وخال متناسب۔ آنکھوں کی رنگت گہری نیلی اور شفاف پلکیں گنجان اور لمبی۔ ابرو کمان۔ ہونٹ یاقوتی۔ دانت بلاد مشرق کے بیش قیمت موتیوں سے خوشنما رنگت سپید اور رخساروں پر گلاب کی پتیوں کے نشانات خفیف۔ سیاہی مائل بھورے بال شانوں پر لہراتے ہوئے۔ یہ سب باتیں جو حسن کی تصویر کو مکمل کیا کرتی ہیں اس میں پائی جاتی تھیں مگر جو بات دیکھنے والے کے دل میں کشش خاص پیدا کرتی تھی۔ وہ ان کے علاوہ کچھ اور تھی۔ اس خوشنما چہرہ پر فکر و ملال کی ایک ایسی شیریں اور دلنواز جھلک ہر وقت موجود رہتی تھی۔ جو ان تفصیلات سے زیادہ اسابیلا کے حسن کو دلاویز بناتی اور دیکھنے والے کے جذبات فاسد کی بجائے اس کے حسیات لطیف پر اثر انداز ہوتی تھی۔ یہ ایک ایسی دلفریبی تھی جو نظر اول میں ہی قلب پر اثر ڈالتی اور روح کو مسحور کرتی تھی۔ مگر باینہمہ وہ ایک ناقابل بیان و ناقابل تفصیل کشش تھی جسے فقط محسوس کیا جا سکتا تھا ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح بوئے گل اسکی پتیوں میں محفوظ ہو کر نظر سے پنہاں مگر حواس سے متصل رہتی ہے۔ اسی طرح اس نازنین کی صورت میں یہ جوہر حسن۔ اس کے حسن سے جدا مگر

اسی کے پردہ میں چھپا ہے۔ اس ہالہ کی طرح ہے جو فرشتگان جنت کی خوبصورتی سے علیحدہ مگر اسی کا ایک
حصہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ناقابل بیان ادا تھی جسے دیکھ کر انسان پر کیف وجدان کی حالت طاری
ہوتی ہے۔ اور وہ اس کی کشش پاک سے مسرور ہو کر سمجھتا ہے کہ اس حسن جانسوز کے پردہ میں روح
اپنی دلربائی کے ساتھ کلفت شیریں کا اظہار کرتی ہے۔

حسن لطیف کی اس صنف خاص کو کرسچن اشٹن ایسا نوجوان جس کی ذہانت تیز اور حسیات
کی پاکیزگی محفوظ تھی خوب سمجھ سکتا تھا۔ عام حسن ظاہر شاید اس کے دل پر اثر انداز نہ ہوتا۔ مگر جب
اس کے ساتھ اس نے حسن ذہنی و اخلاقی کو موجود دیکھا۔ جب اسے حسن صورت کے پہلو میں حسن سیرت
بھی نظر آیا۔ اور اس نے اسابیلا ونسنٹ میں وہ سب اوصاف ظاہر و باطن موجود پائے۔ جو اب
تک اسے اپنی بہن کرسٹینا کے سوا کسی عورت میں دکھائی نہ دیتے تھے۔ تو اس وقت ایک ہی نظر
میں اسیر و فدا ہو گیا۔ لیکن اس احساس عشق کا ذکر کرتے ہوئے جو کرسچن کے دل میں اسابیلا کے لئے
پیدا ہوا۔ یہ امر بالخصوص قابل بیان ہے۔ کہ گو اب تک نہ اس نازنین کو اس کے آغاز کی خبر اور نہ
خود کرسچن کو اس کی نوعیت کا صحیح علم تھا۔ تاہم وہ کشش لطیف جو اس کے سینہ میں پیدا ہوئی۔ اس
عام جذبہ فاسد سے جسے دنیا میں عشق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بالکل مختلف اور ایک قسم کا
قلبی یا روحانی احساس تھی جسے بصورت الفاظ بیان کرنا مشکل ہے۔ یا جس کی نسبت زیادہ سے
زیادہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ روحانی جنت کی ایک جھلک تھی جس کا احساس آغاز عالم میں آدم و
حوا کے دونوں سے اس وقت محو ہوا جب انہیں دار بقا سے خارج کر کے منزل فنا میں داخل کیا گیا تھا۔

اب تک کرسچن اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ کہ مسٹر جیب کے گھر میں مس ونسنٹ کا درجہ
کیا ہے۔ خود مسٹر جیب عام طور پر اس سے کم و بیش عزت کا سلوک کرتا۔ اور اسے ہمیشہ لفظ مس سے
مخاطب کیا کرتا تھا۔ مسز جیب بھی انہی موقعوں پر اس کے روبرو تلخ گوئی سے کام لیتی تھی۔ جب وہ
کسی وجہ سے رنجیدہ یا ملول ہو۔ اور ایسے موقعوں پر مس ونسنٹ کیا۔ کوئی بھی شخص ہو وہ اس سے
اسی طرح کا سلوک کرنے کو تیار ہوتی تھی۔ اس سے کرسچن کو معلوم ہوا کہ وہ اس گھر میں کم از کم ایک
خادمہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور ایک بار اس کے دل میں خیال آیا کہ شاید وہ انہیں اپنی سکونت
اور خوراک کے اخراجات بھی ادا کرتی ہے۔ گو ان کی تعداد اتنی زیادہ نہیں کہ مسٹر جیب اور اس کی
بیوی اس سے انتہائی اخلاق کا برتاؤ کریں۔ مس ونسنٹ عادتاً شرمیلی اور سکوت پسند تھی۔ گو
اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ وہ سب سے الگ رہتی یا گفتگو کے وقت کسی طرح کا اضطراب ظاہر کرتی

تھی۔ وہ کم گو ضرور تھی۔ مگر جس وقت بولتی تو اس کے لہجہ سے اعلیٰ طبقہ کی خواتین کا انداز اخلاق ظاہر ہوتا تھا۔ اس کی آواز شیریں اور لہجہ خوشگوار تھا۔ گو اس میں درد کا ہلکا سا اثر بھی پایا جاتا تھا۔ الفاظ چیدہ اور منتخب اور کلمات ذہانت پر مبنی ہوتے تھے۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ اُسے اچھی تربیت دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ سوسائٹی کے بلند طبقہ کے تمام تر آداب سے واقف تھی۔ ان حالات میں یہ سوال رہ رہ کر کرسچن کو بے چین کرتا تھا۔ کہ اس کا اس گھر میں کیونکر آنا ہوا۔ کیا اس کے کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ یا اس کا ایسے دوستوں سے تعلق نہیں ہے۔ جو مسٹر جیب اور اس کی بیوی سے زیادہ پسندیدہ صحبت رکھتے ہوں؟ اس وقت تک یہ سب باتیں اس کے لئے بمنزلہ اسرار تھیں جنہیں وہ حل نہ کر سکتا تھا۔ اور جن کی نسبت وہ سردست مسٹر یا مسز جیب سے براہ راست سوال بھی نہ پوچھ سکتا تھا۔

چار پانچ دن کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس اثنا میں کرسچن مختلف اوقات میں سیڑھیوں پر گزرتے ہوئے اسابیلا سے ملتا رہا۔ ان موقعوں پر وہ اس سے کوئی سرسری بات کہتا۔ تو وہ نازنین اس کا بڑے اخلاق سے جواب دیتی۔ اور گو یہ جواب اکثر حالتوں میں مختصر ہوتے تھے۔ تاہم ان میں کسی طرح کی سرد مہری نہ پائی جاتی تھی۔ ان موقعوں پر کرسچن اس سے کوئی مفصل گفتگو نہ کر سکا۔ اسابیلا کی عادت تھی۔ کہ جب باہر جانا ہو مسز جیب کے ساتھ جاتی تھی۔ ورنہ عموماً دن کا بڑا حصہ مکان پر اپنے ہی کمرہ میں بسر کرتی تھی۔ کبھی کبھی وہ نچلی منزل کی سامنے والی نشست گاہ میں بیٹھ جاتی۔ مگر ایسے موقعہ پر اس کا وقت مطالعہ یا کسی اور کام میں بسر ہوتا تھا۔ اس کی صورت اور طریق بود و باش سے کرسچن نے اندازہ کیا۔ کہ اس جگہ رہ کر وہ خوش نہیں ہے۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ اپنے دن رضا و تسلیم کی عادت ڈال کر بسر کر رہی ہے۔ اس کا بھی اُسے یقین ہو گیا۔ کہ اس نازنین کے حالات کسی گہرے راز میں پوشیدہ ہیں۔ وہ اس راز کی تہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ نہ اس لئے کہ اس کے اندر بے جا مادہ استعجاب غالب تھا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے دل میں اس نازنین کے لئے غیر معمولی کشش پیدا ہو چکی تھی۔ وہ ایک پر اسرار حسینہ تھی۔ جسے کرسچن نے بارہا سرد آہیں کھینچتے سنا۔ اور مختلف اوقات میں اس کے عارض گلفام پر قطرات اشک رواں دیکھے۔ ایسے موقعوں پر وہ عموماً اپنے دل سے کہا کرتا تھا ”وہ خوش نہیں ہے۔ اور افسوس کہ میں اس کی کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ کاش میں اس کے راز سے واقف ہوتا۔ کہ ہمدردی کے کلمات سے اس کا غم غلط کرنے کی کوشش کرتا۔“

اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔ مگر کرسچن نے اپنی ملازمت کے لئے جو اشتہار اخبار میں درج

کرایا تھا۔ اس کے جواب میں کوئی چٹھی موصول نہ ہوئی۔ سبار ہا وہ حصول ملازمت کی اس تاخیر کے متعلق اظہار ملال کی کوشش کرتا۔ مگر حقیقت میں اسکے دل میں کسی طرح کا رنج نہ تھا۔ کیونکہ اگر اصلیت حال پوچھی جائے۔ تو ملازمت نہ ملنے سے اس کو اس لئے خوشی تھی۔ کہ اس ذریعہ سے اس نازنین کے پاس رہنے کا موقعہ حاصل تھا جس کے لئے اس کے دل میں کشش عظیم پیدا ہو چکی تھی۔ ایک روز وہ اپنی بہن سے ملنے گیا۔ تو اس سے بھی اس نے اسابیلا ونسنڈٹ کا ذکر کیا۔ اور درخواست کی کہ اگر وہ تم سے ملنا منظور کرے۔ تو کیا تم کسی وقت آسکوگی؟ جیسا ناظرین کو معلوم ہے کرسٹینا بھائی کو خوش کرنے کے لئے ہر کام کرنے کو آمادہ رہتی تھی۔ پس اس نے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا۔

کرسچن نے دل میں سوچا۔ کہ اس ذریعہ سے اور کچھ نہیں۔ تو پراسرار اسابیلا کے حالات کی بہتر واقفیت کا موقعہ تو حاصل ہو جائے گا۔

جس روز اس نے بہن سے گفتگو کی۔ اسی کی سہ پہر کو وہ ایسے موقعہ پر مسز چپ کی نشستگاہ میں داخل ہوا کہ اسے معلوم تھا۔ اس وقت اسابیلا وہاں تنہا ہوگی۔ دروازے پر دستک دی۔ تو کسی نے اندر سے نقرئی آواز میں داخل ہونے کے لئے کہا۔ کرسچن نے اندر جاکر معلوم کیا۔ کہ اس وقت اس نازنین کے رخساروں کی سرخی زیادہ تیز تھی۔ آداب وتسلیمات کے بعد اس نے بمشکل جی کڑا کرکے اس نازنین سے کہا "خوف ہے کہیں آپ میری درخواست کو بے جا آزادی پر محمول نہ کریں مگر ... میں نے آپ کا ذکر اپنی بہن سے کیا تھا۔ جو لیڈی آگیٹوین میریڈتھ کے مکان پر رہتی ہیں۔ کرسٹینا میری بہن بہت نیک طینت اور خلیق لڑکی ہے۔ اجازت ہو تو میں اس کا تعارف آپ سے کرانا چاہتا ہوں۔"

کرسچن یہ الفاظ کہہ رہا تھا تو اسابیلا کے چہرہ پر یکے بعد دیگرے کئی رنگ ظاہر ہوئے وہ اس خیال سے آدھا فقرہ کہہ کر رک گیا تھا۔ کہ میرے الفاظ سے اس نازنین کو رنج نہ پہنچے۔ یا شائد وہ میری تجویز کو پسند نہ کرے۔ لیکن جیسا ہم نے بیان کیا۔ اس نے جی کڑا کرکے درخواست پیش کر ہی دی۔ اسے سن کر اسابیلا کی نگاہ سے پہلے اظہار تشکر ظاہر ہوا۔ پھر آثار ملال نمودار ہوگئے اس کے بعد اس نے دروازہ کی طرف اس طرح دیکھا۔ گویا اسے خوف تھا۔ کوئی باہر کھڑا ہو کر ہماری گفتگو نہ سن لے۔ آخر میں اس نے کرسچن کے چہرہ کی طرف اداس نظروں سے دیکھ کر آنکھیں جھکا لیں۔ اور ایک ہلکی سی آہ بھی کرسچن کے کانوں تک پہنچی۔

"کرسٹینا آپ سے مل کر بہت خوش ہوگی۔" اس نے رک رک کر تھراتے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "کیونکہ وہ آپ سے ملنے کے لئے بیتاب ہے۔"

"مسٹر ایشٹن میں اس نوازش کے لئے تہ دل سے آپ کی ممنون ہوں۔" اسابیلا نے جس کی اپنی آواز سے اضطراب کا اظہار ہوتا تھا۔ گو وہ اپنے جذبات کو دبا کر مستقل لہجہ میں بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جواب دیا۔ "میں نہیں جانتی اس عنائت کے لئے کن لفظوں میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ مگر۔ ۔ ۔ مگر۔ ۔" اور اس نے پھر ایک بار دروازہ کی طرف دیکھ کر کہا "مجھے کسی شخص سے ملنے یا کسی سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"اُف! یہ کیا ظلم ہے۔ جو آپ پر کیا جا رہا ہے۔" کرسچن نے حیرت زدہ ہو کر غصہ سے کہا۔

"مہربانی سے چپ رہئے۔" اسابیلا نے پھر ایک بار خوف زدہ نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور اس کے بعد اس طرح گویا اپنے جذبات پر قابو رکھنے سے قاصر ہے۔ وہ زار زار رونے لگی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میرے کسی لفظ سے آپ کو رنج پہنچا۔" کرسچن نے کہا۔ اور جوش اضطراب میں اس نے اس نازنین کا دست حنائی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

اسابیلا نے اپنے ہاتھ کو آہستہ سے مگر فوراً چھڑا لیا۔ گو اس کے انداز سے غصہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ فی الحقیقت جب اس نے کرسچن کی طرف اشک آلود نظروں سے دیکھا۔ تو صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ اس کی فیاضانہ ہمدردی کی تہ دل سے معترف اور پوری طرح احسان مند ہے۔ اس کے بعد جلدی سے آنسو پونچھ کر وہ تیز چلتی اس کمرہ سے رخصت ہوگئی۔ عین اس وقت کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ اور کرسچن بھی اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

حیران تھا۔ وہ کیا راز ہے۔ جس میں حسین و جمیل اسابیلا زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے؟ اور کیوں اس پر اتنا ظلم و جبر کیا جاتا ہے؟ وہ اس طرح کے خیالات میں محو تھا۔ کہ خادمہ اس کے کمرہ کا دروازہ بجا کر اندر آئی۔ اور کہنے لگی "مسٹر ایشٹن ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کارڈ دیا ہے۔"

کرسچن نے کارڈ ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ اس پر شو لیمیر گمبین کا ایرانہ گر غیر مطبوع نام درج ہے۔ خادمہ اس شخص کو برآمدہ میں کھڑا چھوڑ آئی تھی۔ اور جس وقت کرسچن جلدی سے باہر نکلا۔ تو اس نے دیکھا کہ اس کے معزز ملاقاتی کے ایک طرف دیوار کے پاس جھاڑو رکھی ہوئی ہے

اور سامنے میلے پانی کا برتن بھرا پڑا ہے۔ اس نے خادمہ کی طرف نظر ملامت سے دیکھا۔ اور شویلیر کے روبرو کسی طرح کے عذرات پیش کرنے شروع کئے۔ مگر وہ ان کے جواب میں بالکل چپ رہا۔ بلکہ اس کے چہرہ سے کسی قدر حیرت بھی ظاہر ہوئی جسے اس لحاظ سے قدرتی سمجھا جائے گا۔ کہ شویلیر گمبینن انگریزی کا ایک لفظ تک نہ جانتا تھا۔ کرسچن اسے ساتھ لیکر اپنے کمرہ میں گیا۔ کرسی پیش کی۔ اور اس خیال سے کہ اس ملاقات کا تعلق اس اشتہار سے ہے جو حصول ملازمت کی غرض سے شائع کیا گیا تھا۔ اپنے ملاقاتی کی طرف سے آغاز گفتگو کا منتظر ہوا۔

شویلیر گمبینن گٹھیلے بدن کا پستہ قامت بدوضع شخص تھا۔ بال سرخ۔ مونچھیں بڑی بڑی اور آنکھیں نیلے رنگ کی نہایت چھوٹی تھیں۔ اس کا نام کتنا امیرانہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ وضع امیرانہ نہ تھی۔ نہ اس کے لباس سے انداز تمول ظاہر ہوتا تھا۔ بخلاف ازیں وہ پرانا اور میلا تھا۔ سیدھے گریبان کا نیلا ڈریس کوٹ سامنے کی طرف سے گول کٹا ہوا اور پیچھے لمبوترا۔ اس پر سیاہ فیتہ اور بٹن کھلے تھے۔ واسکٹ سپید۔ یا شاید اس وقت جب اسے پہنا گیا تو سپید تھی۔ کیونکہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ واسکٹ اور قمیص تازہ بدلی ہوئی نہیں ہیں۔ پتلون کی رنگت سیاہ۔ اور اس پر بھی فیتے کی لمبی دھاریاں تھیں۔ ٹوپی کچھ عجیب ہی وضع رکھتی تھی اور اس شخص نے زیور کی قسم سے بھی کئی چیزیں پہن رکھی تھیں جنہیں بادی النظر میں شاید قیمتی سمجھا جاتا۔ مگر غور کرنے سے ان کی حقیقت پوشیدہ نہ رہ سکتی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ شویلیر گمبینن ان تمام چیزوں کی بنا پر کسی صراف کی دکان سے روپیہ قرض حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ تو شاید ایک پیسہ بھی وصول نہ کر سکتا۔ بلکہ عجب نہیں صراف اسے حوالہ پولیس کر دیتا۔ کیونکہ انگوٹھیوں کے الماس مصنوعی اور گھڑی کی زنجیر کا سونا نقلی تھا۔ اس شخص کی شکل وصورت سے اس بات کا اندازہ کرنا سخت دشوار تھا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کیا کام کرتا ہے۔

زبان سے ایک لفظ تک کہنے کے بغیر شویلیر گمبینن نے جیب سے ایک پرانی پاکٹ بک نکال کر اس کے اندر سے کاغذ کا ایک میلا سا ٹکڑا برآمد کیا۔ اور اسے کرسچن کو دکھا کر اس کی طرف اس واقفانہ انداز سے دیکھنے لگا جسے مہذب حلقوں میں سخت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس پرزہ کاغذ پر وہی اشتہار تھا۔ جو کرسچن نے اخبار ٹائمز میں درج کرایا تھا۔ اور جسے بظاہر یہ شخص اخبار مذکور سے قطع کرکے لایا تھا۔ کرسچن نے اسے دیکھ کر جلدی سے کہا "بے شک۔ یہ اشتہار میں نے ہی درج کرایا تھا۔ اور میرے ہی نام کے پہلے حروف سی۔ اے ہیں۔" مگر جب شویلیر پھر بھی چپ رہا۔ تو

کرسچن کو شک ہونے لگا۔ کہ یہ شخص حقیقت میں گونگا ہے۔ یا انگریزی بول اور سمجھ نہیں سکتا۔ اس موقعہ پر شوبلیر نے پھر پاکٹ بک کھولی۔ اور اب کی مرتبہ ایک بڑا سا کارڈ نکال کر کرسچن کو پیش کیا۔ کارڈ گو بہت صاف نہ تھا۔ تاہم اس کی تحریر پڑھی جاسکتی تھی۔ کارڈ کے بالائی حصہ میں تاج کی تصویر اور نیچے ڈیوک آف شالبرگ کا نام لکھا ہوا تھا۔ دائیں جانب پتہ کی جگہ میورٹ ہوٹل کا نام درج تھا۔

اس نام کو پڑھکر کرسچن بہت خوش ہوا۔ واقعی اس شخص کی خوش قسمتی کا کیا ٹھکانا ہے۔ جسے ایک تاجدار ڈیوک اپنی ملازمت میں لینے کو آمادہ ہو۔ اب معلوم ہوا کہ شوبلیر کپتان نہیں بلکہ کا کوئی افسر ہے۔ اس نے پھر ایک بار شوبلیر کی طرف دیکھا۔ اور شوبلیر نے اس کی طرف۔ مگر وہ اب بھی خاموش رہا۔ جس پر کرسچن یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ایسے کام کے لئے ایسے بے زبان شخص کو بھیجنا واقعی عجیب طرز عمل ہے۔ اور اب اُسے کسی قدر اضطراب بھی محسوس ہونے لگا تھا۔ مگر شوبلیر نے اس طرح اس کا خاتمہ کر دیا۔ کہ جیب سے ایک بڑی سی گھڑی نکال کر اسے کرسچن کے روبرو پیش کرتے ہوئے چار کے ہندسہ پر انگلی رکھی۔ منہ سے عجیب طرح کی آواز نکالی۔ اور اس کے بعد نصف منٹ تک اسی طرح کرسچن کی طرف دیکھتا رہا۔ گویا یہ جاننا چاہتا تھا۔ کہ اس نے مطلب سمجھ لیا یا نہیں۔

کرسچن نے سر کو انداز تسلیم سے خم کیا۔ شوبلیر نے بھی انداز وقار سے سر کو جنبش دی۔ اور اس کے بعد ٹوپی اوڑھ کر رخصت ہو گیا۔

یہ کارروائی اول سے آخر تک نہایت عجیب تھی۔ مگر کرسچن نے اپنی ذہانت سے فوراً ہی یہ نتیجہ اخذ کر لیا۔ کہ مجھے شام کے چار بجے میورٹ ہوٹل میں ڈیوک آف شالبرگ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اس وقت تین بج چکے تھے۔ اس لئے تبدیل لباس کو فقط ایک گھنٹہ باقی تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ بروک سٹریٹ گراسونیر سکوئر کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت اس کے خیالات ایک جانب اسابیلا ونسنٹ اور دوسری طرف اس کام کی طرف لگے ہوئے تھے۔ جو اس کے پیش نظر تھا۔ قدرتی طور پر اس نے یہی سمجھا۔ کہ ڈیوک کو ایک انگریزی دان معتمد کی ضرورت ہے اور اسی لئے مجھے شوبلیر کپتان کی معرفت بلایا ہے۔ کرسچن کی خواہش تو یہ تھی۔ کہ نئی ملازمت اختیار کرنے سے پہلے ہفتہ عشرہ مسٹر چیپ کے مکان پر بسر کرے۔ جہاں مس اسابیلا سے ملاقات کا موقعہ حاصل تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ روزی کا سوال مقدم ہے۔ اور جو ملازمت مل رہی ہے اسے حتے الوسع ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اس نے سوچا کہ ڈیوک چونکہ ایک ہوٹل میں مقیم ہے۔ اس لئے انگلستان میں غالباً اس کا قیام عارضی ہوگا۔ اور اپنے ملک کو واپس جاتے

وقت وہ مجھے بھی خدمات سے سبکدوش کردے گا۔ ظاہر تھا۔ کہ اس کی ملازمت عارضی ہوگی۔ اور اسے اختیار کرکے بھی اس مکان میں اسابیلا کے پاس رہنا ممکن ہوگا۔

اس قسم کے خیالات میں محو کرسچن اسٹیشن سیوارٹ ہوٹل میں پہنچ گیا۔ دروازہ پر ایک نوکر ہاتھ میں رومال لئے بازار کے ایک جانب اس طرح دیکھ رہا تھا۔ گویا کوئی نہایت دلچسپ نظارہ پیش نظر ہو۔ حالانکہ بظاہر کوئی غیر معمولی بات دکھائی نہ دیتی تھی۔ مگر ہوٹل کے ملازموں کی عجیب عادات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیکار کھڑے ہوں تو اسی انداز سے دیکھا کرتے ہیں۔

اس شخص سے مخاطب ہوکر کرسچن نے کہا۔ "میں ڈیوک آف سٹالبرگ سے ملنا چاہتا ہوں۔ جو اس ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔"

"اچھا تو آجائیے" اور نوکر بازار کی طرف سے نظر ہٹا کر اس کے ساتھ ہولیا۔ "چلئے میں آپ کو بیرن ریگڈ بیک کے پاس لے چلتا ہوں۔"

ایک لمحہ کے لئے کرسچن کو خیال ہوا کہ شائد یہ آدمی مذاق کرتا ہے۔ اور وہ کچھ غصے سے بھرا ہوا جواب دینا چاہتا تھا کہ معلوم ہوا اسکے چہرے سے کامل سنجیدگی کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ زینہ کی راہ سے نوکر کے پیچھے ہولیا۔ مگر رستہ میں اسے اس شخص بیرن ریگڈ بیک کے عجیب نام پر کئی بار تعجب ہوا۔ پہلی منزل پر پہنچکر نوکر نے ایک کمرہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور کرسچن اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک دراز قامت لاغر اندام۔ گرسنہ صورت شخص جس کے منہ پر داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ شویلیر گمبین کی طرز کا ادنے اور میلا لباس پہنے آتشدان کے پاس آرام چوکی پر بیٹھا نہایت میلا اور شکن آلود جرمن اخبار پڑھ رہا ہے۔

"آپ ڈیوک کے مصاحب خاص بیرن ریگڈ بیک ہیں۔" نوکر نے آواز دبا کر کرسچن کے کان میں کہا اور اس کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

کرسچن اس شخص کو ادب سے سلام کرکے اسکی طرف بڑھا۔ اور آخر الذکر نے اخبار ایک طرف رکھ کر بہت دیر اسکی طرف نظر غور سے دیکھا گویا اسے اپنے آقا کے روبرو لے جانے سے پہلے اس کے ظاہر و باطن سے پوری طرح واقف ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ آخر کار وہ بولا اور اس پہلے سے اس نے دوسرے اہلکار شویلیر گمبین پر فوقیت ظاہر کی۔

کہنے لگا۔ "کیا تم ہی وہ نوجوان ہو جس سے آج سہ پہر کو مسٹر چیمبرلین نے ملاقات کی تھی؟"

کرسچن نے ادب سے سر جھکایا۔ اور کہنے لگا۔ "ہاں مائی لارڈ۔"

"بہت اچھا" بیرن نے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زیادہ نرم لہجہ میں کہا۔ کیونکہ معلوم ہوتا تھا مائی لارڈ کے جملہ نے اس کے مزاج کی تلخی کو بڑی حد تک رفع کر دیا ہے۔ "غالباً تم انگریزی زبان صحت و روانی سے لکھ اور بول سکتے ہو؟"

"مائی لارڈ میرے نزدیک خود ستائی معیوب ہے۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "مگر آپ چاہیں۔ تو میں اپنی سابقہ ملازمت کی سند پیش کر سکتا ہوں۔ جو غالباً ہر لحاظ سے باعث اطمینان ہوگی۔"

"بہت اچھا" بیرن نے کہا۔ اور اس عرصہ میں وہ ایک ہاتھ برابر داڑھی پر پھیرتا۔ اور دوسرے سے گھڑی کی زنجیر ہلاتا رہا۔ "اس صورت میں میں تمہیں ڈیوک کے پاس بھیجے دیتا ہوں۔۔۔ آہ! شوبلیر کیمبر! اچھا ہوا آپ آ گئے۔ مہربانی سے اس نوجوان کو سرکار والا کے پاس لے جائیے۔"

شوبلیر کیمبر نے جو اس موقعہ پر کمرہ میں داخل ہوا۔ سیاہی مائل سبز رنگ کی کم و بیش دریدہ اور سالخوردہ فوجی وردی پہنی ہوئی تھی۔ کوٹ پر سنہری اور پتلون پر سرخ گوٹ تھی۔ بدن گٹھیلا، آنکھیں خواب آلود۔ صورت گنواروں جیسی بال سیاہ اور کھردرے اور پیشانی سے پیچھے کی طرف برش کئے ہوئے تھے۔ اور مونچھیں اینٹھی ہوئی تھیں۔ اس نے بیرن ریگڈبیک سے جرمن زبان میں چند الفاظ کہے جس کے بعد دونوں نے ملکر غیر مہذبانہ طریق پر قہقہہ لگایا۔ پھر شوبلیر کیمبر نے کرسچن کے سامنے کھڑے ہو کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور اس کے بعد پاؤں سے سر تک نظر باز گشت ڈالی۔ اس عرصہ میں کرسچن بڑے صبر و سکون سے اپنی جگہ کھڑا رہا کیونکہ وہ سمجھتا تھا شاید حصول ملازمت کے لئے یہ امتحانات بھی ضروری ہیں۔ مگر جس وقت وہ نیچی نظریں کئے کمرہ میں کھڑا تھا۔ بدبودار تمباکو کے دھوئیں۔ اور رم شراب کی ملی ہوئی بو اس کے دماغ پر بے طرح اثر انداز ہونے لگی۔ پہلے اسے اپنے حواس پر شک ہوا۔ کیونکہ ایک ایسے بلند رتبہ اہلکار سے جیسا شوبلیر کیمبر تھا اس قسم کی بو کسی طرح منسوب نہ کی جا سکتی تھی۔ مگر جب قوت شامہ اس بوئے نحس کو برداشت کرنے سے عاجز ہو گئی اور کمرہ میں شوبلیر کیمبر کے سوا اس کے اخراج کا کوئی منبع بھی نظر نہ آیا۔ تو کرسچن کو سخت حیرت ہوئی۔ بہرحال اس نے سوچا عنقریب یہ شخص مجھے ڈیوک کے پاس لے جائے گا۔ تو اس بوئے ناخوشگوار سے نجات حاصل ہو گی۔ یقیناً ان کے آقا ڈیوک آف سالبرگ نہایت مہذب اور شستہ مزاج ہوں گے۔ اور ان کی معاشرت ان سے بلند تر ہو گی۔

شوبلیر کیمبر کرسچن کو ساتھ لیکر چلا تو تمباکو اور شراب کی وہ بوئے ناخوشگوار بدستور ان کے ہمراہ تھی۔ رستہ میں وہ ایک بد وضع۔ کثیف پوش۔ بد صورت شخص کے پاس ایک لمحہ کے لئے ٹھہرے جو ایک بکس سے کھانا کھانے کے برتن نکال رہا تھا۔ اور جس کی نسبت بعد میں کرسچن کو معلوم ہوا کہ وہ

صرف خاص کا مہتمم بیرن فاردن لیس ہے۔ آگے چلکر ایک اور کمرہ میں انہیں ایک شخص نظر آیا۔ جو دراز قامت۔ فربہ اندام اور عمر میں کم و بیش ۴۰ سال تھا۔ اس کے خط و خال بھدے اور وضع گنوارانہ تھی۔ اس کی وردی بھی فوجی انداز کی مگر ویسی ہی فرسودہ اور کثیف تھی جیسی باقی اہلکاروں کی۔ اور چھاتی پر ایک ستارہ کا نشان تھا۔ فی الحقیقت اس کی وردی اتنی پرانی تھی۔ کہ شاید کسی انگریز امیر کی ہوتی تو کبھی کی اس کے نوکروں کے حصہ میں آگئی ہوتی۔ بلکہ شاید وہاں سے بھی آگے ہولی ویل سٹریٹ کے کہنہ پارچات کی دوکانوں میں پہنچ جاتی۔ ستارہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ مختلف رنگوں کے شیشہ کے ٹکڑوں کو گلٹی دھات میں ٹھونک کر بنا ہوا اور بالکل ایسا تھا جیسا ناٹک والے دربار وغیرہ کے موقعوں پر استعمال کرتے ہیں۔ قیمت میں وہ غالباً ساڑھے تین شلنگ سے گراں نہ ہوگا۔ یہ شخص کمرہ کی کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا شویلیر گمبینن اور تین چار اور شخصوں کے ساتھ جو اپنی مکروہ صورتوں اور کہنہ لباسوں کے اعتبار سے بہمہ وجوہ اس کی رفاقت کے اہل تھے محو گفتگو تھا۔ اس منظر کا اثر جو کچھ طبع انسانی پر ہو سکتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مختصر یہ کہ اس شخص کو دیکھ کر بے اختیار کرسچن کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہی شخص ڈیوک آف سٹالبرگ ہے۔ تو ایک تاجدار حکمران کے اعتبار سے تاریخ عالم میں اسے اور اس کے اہلکاروں دونوں کو بے نظیر سمجھنا چاہیئے۔ البتہ ایک خوبی اس کی ذات میں نمایاں تھی۔ اور وہ یہ کہ بظاہر اشیائے پوشش کے استعمال میں اسے مساوات کا خاص خیال تھا۔ اور خود عمدہ لباس پہن کر اپنے ساتھیوں کو ثانوی اہمیت دینا اسے منظور نہ تھا۔

شویلیر کیمپر نے کرسچن کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اور شویلیر گمبینن نے لارڈ چیمبرلین کے فرائض ادا کرتے ہوئے اسے سٹالبرگ کے ذی وقار ڈیوک کے حضور میں پیش کیا۔ اس موقعہ پر شویلیر گمبینن نے جرمن زبان میں چند الفاظ بھی کہے۔ جنہیں سن کر نوجوان کرسچن کو کم از کم اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ یہ شخص بولتا تو ہے۔ اس نے ڈیوک کو ادب سے سلام کیا جس نے اسے اور آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے بعد اس نے خاصی اچھی انگریزی میں گفتگو شروع کی۔

کہنے لگا "میں قریباً ایک مہینہ اس ملک میں رہنا چاہتا ہوں۔ اور اس عرصہ میں مجھے ایک ایسے نوجوان کی خدمات درکار ہیں۔ جو ان امراء و شرفا کو جن سے میری ملاقات ہے۔ انگریزی کے خط لکھا کرے کیا تم یہ کام کر سکو گے؟"

کرسچن نے اثبات میں جواب دیا۔ اور ڈیوک نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہر روز ۱۰ بجے کام پر آنا اور شام کے ۵ بجے تک اس جگہ ٹھیرنا ہوگا۔ کیونکہ خط و کتابت

کے علاوہ تمہیں بعض اعداد و شمار بھی فراہم کرنے ہوں گے جن کے ماخذ ہم مہیا کر دیں گے۔ تمہارے پاس سابقہ ملازمت کی کوئی سند ہے؟"

کرسچن نے وہ سند جو ڈیوک آف مارچ مونٹ سے حاصل کی گئی تھی پیش کی جس سے نئے آقا کا اطمینان ہو گیا۔ ڈیوک نے شرح تنخواہ دریافت کی۔ اور اس کا بھی اطمینان بخش تصفیہ ہو گیا جس کے بعد اس سے کہہ دیا گیا کہ صرف خاص کے مہتمم بیرن فاردن تمہیں ہفتہ وار تمہاری رقوم تنخواہ ادا کر دیا کریں گے۔ اس پر یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ اور شویلیر کیجبر جو کرسچن کو ساتھ لایا تھا اسے واپس لے چلا۔ لیکن گو تمباکو اور شراب کی بو سے تیز اب تک اس کی سانس اور کپڑوں سے برابر خارج ہو رہی تھی۔ اور وہ کچھ ایسی خوشگوار بھی نہ تھی۔ تاہم ڈیوک نے اسے قطعاً محسوس نہ کیا تھا یا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ڈیوک شب و روز کے میل جول سے اس بو کا اس درجہ عادی ہو چکا تھا کہ اس کے لئے اس میں کوئی جدت باقی نہ تھی۔ کیونکہ عقلا نے عادت کو فطرت ثانی قرار دیا ہے۔

اسی کمرہ میں واپس آ کر جہاں بیرن ریگڈ بیک اب تک آرام کرسی پر جلوہ افروز تھے شویلیر کیجبر نے کرسچن کے شانہ پر ہاتھ رکھا۔ اور کہنے لگا "میں اور میرا دوست بیرن تمہارے اس تقرر کی خوشی میں ایک دو بوتلیں شراب کی پینا چاہتے ہیں۔ تم بھی تھوڑی دیر ٹھیرو۔"

"ہاں ضرور" بیرن ریگڈ بیک نے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے گھنٹی کی رسی کھینچ کر کہا۔

کرسچن ایسے معزز اشخاص کی دعوت سے کیونکر انکار کر سکتا تھا۔ ناچار بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی سی دیر میں ہوٹل کا خادم حاضر ہوا۔

اس سے مخاطب ہو کر بیرن نے کہا۔ "اسی وقت دو بوتلیں پورٹ اور شیری کی لے آؤ۔"

"مائی لارڈ کیا دونوں کی ایک ایک بوتل لاؤں؟" نوکر نے رکتے اور کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ایک ایک دونوں کی" بیرن نے جواب دیا۔ مگر نوکر پھر بھی وہیں کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ معلوم ہوتا تھا کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر کہہ نہیں سکتا۔ آخر بیرن نے اپنا ہاتھ کرسچن کے شانہ پر رکھ کر نوکر سے کہا۔ "ان کی قیمت یہ نوجوان ادا کرے گا۔"

اس بیان سے نوکر کے چہرہ پر رونق آ گئی۔ اور وہ بسرعت کمرے سے رخصت ہوا۔ کرسچن حیران تھا۔ آخر ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ کیا ایک والیٔ ریاست کا اہلکار خاص بیرن ریگڈ بیک اور اس کا دوست شویلیر کیجبر جو دونوں معزز اور امیر ہیں۔ از راہ عنایت میرے خرچ پر پینے اور خود

اس کی درخواست کرنے کو تیار ہیں؟ ایک لمحہ کے لئے اسے خواب کی سی حالت کا گمان ہوا۔ گو اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی پیدا ہونے لگا۔ کہ میں نوسر بازوں کی کسی جماعت میں تو نہیں پھنس گیا؟ بہرحال وہ چپ رہا۔ اور تھوڑی دیر میں نوکر ایک طشت پر شراب کی دو بوتلیں اور چھ شلنگ فی بوتل کے حساب سے ان کا بل لیکر حاضر ہوا۔

"میرے دوست اس حساب کو فوراً بے باق کر دو۔" بیرن ریگڈ بیک نے کرسچن سے کہا "ہمارے ہاں جرمنی میں دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کا یہی طریقہ ہے۔"

کرسچن نے چپ چاپ ایک پونڈ نکال کر رکھ دیا۔ نوکر نے اصل رقم وضع کر کے باقی اس کے حوالہ کر دی جس میں سے کرسچن نے نصف کراؤن کا سکہ بخشیش کے طور پر طشت کے نیچے رکھ دیا اس پر نوکر نے مودبانہ سلام کیا۔ شویلیر کمیچر نے گلاس پر کئے جنہیں اس نے اور اس کے دوست بیرن نے جلدی ہی خالی کر دیا۔ کرسچن نے بہت کم پی جس پر اس کے دونو دوستوں نے غایت درجہ اظہار امتنان کیا۔ خصوصاً اس لئے کہ خود انہیں کافی حصہ لینے کا موقعہ مل گیا۔ دونو بوتلیں نہایت قلیل عرصہ میں ختم کر دی گئیں۔ اور بیرن ریگڈ بیک نے دو اور منگانے کے لئے کچھ اشارہ بھی کیا۔ مگر کرسچن چونکہ بہت جلد ریجنٹس پارک میں واپس جاکر بہن کو اپنی کامیابی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس لئے چلنے کو تیار ہو گیا۔ گو اب اسے بیرن اور شویلیر کے عجیب طرز عمل نیز ڈیوک اور اس کے عملہ کی مجموعی حالت پر سخت حیرت تھی۔

جس وقت وہ ہوٹل سے باہر جا رہا تھا۔ تو وہی نوکر جو شراب لے کر آیا تھا۔ ڈیوڑھی میں اس سے ملا۔ اور اس کی طرف اس طرح دیکھنے لگا گویا کچھ کہنا چاہتا ہے۔ چونکہ کرسچن بھی اس عجیب وغریب جماعت کی نسبت جس میں اتفاقات زمانہ نے اسے لا ڈالا تھا۔ کچھ اور حالات معلوم کرنے کا خواہشمند تھا۔ اس لئے ٹھہر گیا۔ اس پر نوکر نے کہا "مہربانی سے اس کمرہ میں تشریف لے آئیے"

کرسچن اس کے ساتھ ہو لیا۔ نوکر نے اندر جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ اور کہنے لگا۔ "معاف کیجیے۔ آپ ایک فیاض آدمی ہیں۔ جو کچھ میں عرض کرتا ہوں۔ وہ چھوٹا منہ بڑی بات معلوم ہو گی مگر آپ کی فراخدلی کو دیکھتے ہوئے چاہتا ہوں۔ آپ ان ٹھگوں کے ہاتھ اپنی دولت برباد نہ کریں"

"کیا کہا؟ ٹھگوں کے ہاتھ!" کرسچن نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "تو کیا یہ شخص حقیقت میں ڈیوک نہیں ہے؟"

"جی ہاں۔ ڈیوک تو ہے۔ مگر کیسا ڈیوک!" نوکر نے حقارت کے لہجہ میں کہا "میرے آقا تو

ہر وقت دست بدعا ہیں۔ کہ کسی طرح ان بھوکے جرمنوں سے نجات حاصل ہو جن کے نام بڑے اور درشن چھوٹے ہیں۔ اور جن میں کمینگی اور گستاخی کے سوا کوئی جوہر نہیں۔ آپ نے دیکھا تھا جس وقت بیرن نے مجھے شراب لانے کو کہا۔ تو میں نے تامل کیا۔ بات یہ ہے کہ ڈیوک نے حکم دے رکھا ہے۔ ان لوگوں کو کوئی چیز ان کے داروغہ خاص کونٹ ایڈملی کی اجازت کے بغیر مہیا نہ کی جائے۔“

”مگر جو کچھ تم کہتے ہو۔ واقعی حیرت خیز ہے۔“ ایشلن نے متعجب ہو کر کہا

”جی ہاں بے شک ہے۔“ نوکر نے جواب دیا۔ ”مگر یقین فرمائیے ایسے بھوکے اور فرومایہ آدمی میں نے بہت کم اپنی عمر میں دیکھے ہیں۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی اثاثہ کے طور پر ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ بجز ڈیوک کے میری رائے میں ان کے پاس بھی مال و دولت بہت ہی بہت ہے۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ جب یہ حضرات اس ملک میں آتے ہیں۔ تو ان کے اخراجات سفر سرکاری طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہوٹل میں ان کی سکونت کے اخراجات بھی ان کے ذاتی نہیں ہوتے“

”کیا سچ کہتے ہو؟“ کرسچن نے پوچھا۔

”جی ہاں بالکل صحیح عرض کرتا ہوں۔“ نوکر نے جواب دیا۔ ”یہ لوگ صرف نام کے ڈیوک۔ کونٹ۔ بیرن اور شویلیر ہیں۔ ورنہ حقیقت میں ان کے پاس اتنے کپڑے بھی تو نہیں جتنے کسی انگریز سفید پوش کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے۔ کہ دھوبی کو ہر وقت ان کے کپڑے پھٹ جانے کا احتمال رہتا ہے۔ اور کپڑے بھی کیسے!“ نوکر نے شانوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔ ”مگر خیر جس بات کے لیے میں آپ کو محتاط کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ اگر آپ ایک بار ان لوگوں کے پھندے میں پھنس گئے۔ تو یاد رکھیے پھر نجات حاصل ہونا دشوار ہوگا۔ اور یہ لوگ آپ ہی کے خرچ پر شراب اور سگار منگا کر آپ کی ساری جمع جتھا اجاڑ دیں گے۔ وہ آپ کا روپیہ اس طرح چھین لیں گے جیسے شکاری کبوتر کے پر و بال نوچ ڈالتا ہے۔ اس لیے خبردار رہیے۔ مگر کسی کو یہ بھی نہ کہیے۔ کہ یہ اطلاع میری دی ہوئی ہے۔ ورنہ میرے لیے مشکلات کا سامنا ہوگا“

کرسچن نے اطمینان دلایا۔ کہ تمہارا ذکر کسی سے نہ کیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس بروقت نصیحت کے لیے اس کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد وہ اس بات پر حیران ہوتا وہاں سے رخصت ہوا۔ کہ ایک جرمن ڈیوک اور اس کے اہلکاروں کی نسبت آج بالکل ہی نئے معلومات حاصل ہوئے

کرسٹینا سے مل کر وہ گرجا کے محرر مسٹر حبیب کے مکان پر واپس ہوا۔ جہاں اس کی سکونت تھی۔ اور اپنی کتابوں میں سے ایک کو کھول کر ڈیوک کی ریاست کی نسبت معلومات حاصل کرنے لگا

معلوم ہوا کہ علاقہ نہایت محدود اور آبادی محض چند ہزار نفوس کی ہے۔ آمدنی بھی محض برائے نام ہے اور فوج کی تعداد سیکڑوں سے زیادہ نہیں۔ یوں تو جرمن ریاستوں کی نسبت پہلے ہی اس کے خیالات بہت اچھے نہ تھے۔ مگر اس حالت زار کا اسے اب تک خیال نہ تھا۔ پھر بھی اس نے سوچا کہ میری تنخواہ بہرحال وصول ہوتی رہے گی۔ اور اس ملازمت سے بہت نہیں۔ اتنا تو ہو جائے گا۔ کہ میرے پاس ایک والیٔ ریاست کی ملازمت کی سند ہوگی۔

باب ۔ ۳۷

دامِ ہوس

اب ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار میڈم اینجلیک کی شاندار دکان پر لے چلتے ہیں جہاں اس وقت آئینہ دار دروازہ کے کمرہ میں جرمن اور فرانسیسی نازنینوں کے پہلو میں لیٹس راڈنے بیٹھی ہوئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر ریڈکلف کی نصیحت کی پروا نہ کر کے وہ پھر اسی عشرت کدہ میں واپس آ گئی ہے۔ جہاں اسکی عمر کا بڑا حصہ گناہ میں بسر ہوا تھا۔

جس روز کرسچن میوارٹ ہوٹل میں ڈیوک سے ملنے گیا۔ اس کے دوسرے دن دوپہر کا وقت تھا۔ وہ لیٹس کو واپس آئے پورا ایک ہفتہ گذر گیا تھا۔ اس نے میڈم اینجلیک کو سب حالات سے واقف کر دیا تھا۔ مگر وہ اس بارہ میں بڑی کوشش کے باوجود کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکی کہ وہ کون شخص تھا جس نے اسے وڑا کر سب حالات معلوم کئے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ لیٹس کو اسکی آواز پہچانی ہوئی معلوم ہوئی تھی۔ مگر رات کی تاریکی میں وہ اس کی صورت معلوم کرنے سے قاصر رہی اور اس کے بعد جب وہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ریاست سے رخصت بھی ہوئی۔ تو اس بارہ میں قطعاً لاعلم تھی۔ سارا حال سن کر میڈم اینجلیک کو سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ یہ خیال پختگی سے اس کے ذہن نشین ہو گیا۔ کہ لیٹس راڈنے کو بہکانے اور رایولین اور براؤن کو بہکا کر اڑا لے جانے والا ایک ہی آدمی تھا۔ مسٹر ریڈکلف کے خلاف اس کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ جس روز وہ اس کی دکان پر آیا۔ تو اس نے اداے زر میں بڑی فیاضی سے کام لیا تھا اور بعد ازاں سب لڑکیوں نے بھی اسکی تعریف ہی کی تھی۔ رہ گیا ڈیوک آف مارچ مونٹ کا معاملہ۔ اس کے متعلق اسے اطمینان تھا کہ وہ لیٹس کی وجہ سے مجھ سے ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے معاملہ

انکشاف میں جو حصہ لیا وہ صرف مجبوری کی وجہ سے تھا ۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے موقعوں پر ہر شخص کو اپنے بچاؤ کی فکر مقدم ہوتی ہے ۔ اس نے سارے حالات کا اظہار اس موقع پر کیا تھا جب آدھی رات کے وقت اسے بے طرح دھمکایا اور خوف زدہ کیا گیا ۔ فی الحقیقت خود میڈم اینجلیک کو ڈیوک کے خلاف غصہ تھا ۔ کہ اس نے پوشاک کے مثلے تیار کرانے کے متعلق میری دوکان کو اور لیٹس راڈنے کی انوکھی خدمات کے ذریعہ میرے عملہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن اس واقعہ کے بعد فوراً ہی ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اس کے نام جلدی میں ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا ۔ کہ آپ ڈچس کی طرف سے کسی طرح کی فکر نہ کریں ۔ اور اگر آئندہ ان کی طرف سے خریداری بند ہونے کی نوبت آئی ۔ تو میں اس کی بوجہ احسن تلافی کر دوں گا ۔ غرض واقعات ایک لینڈ کے بعد میڈم اینجلیک اور اس کے عملہ کی یہ حالت تھی ۔ جو اوپر بیان کی گئی ہے ۔ اور اب اس توضیح کے بعد ہم پھر ایک بار اس خوشنما کمرہ کی طرف چلتے ہیں جس میں اس وقت لیٹس راڈنے ارمنٹائن اور لینڈا بیٹھی ہوئی تھیں ۔

دوپہر کا وقت تھا ۔ [illegible] ڈھیلی پوشاک پہن رکھی تھی ۔ لیٹس کرسی پر لیٹی ہوئی کسی نئے ناول کا مضمون بلند آواز سے پڑھ کر سنا رہی تھی ۔ اور دونوں سہیلیاں جن کی نسبت بیان کیا جا چکا ہے ۔ کہ وہ خوب اچھی طرح انگریزی سمجھتی تھیں ۔ اسے بغور سن رہی تھیں ۔ لیٹس راڈنے کا خوشنما جسم موجودہ انداز تغافل میں عجیب شان دلاویزی رکھتا تھا ۔ بلکہ اس صورت میں اس کے حسن کی بالیدگی اور بھی نمایاں طور پر ظاہر تھی ۔ جس نازنین لینڈا صوفے پر بیٹھی تھی ۔ اور فرانسیسی حسینہ ارمنٹائن لیٹس کے بالمقابل کرسی پر ۔ لیٹس ناول کے ایک خاص طور پر دلچسپ حصہ کو جس میں عشقیہ گفتگو کا ذکر تھا پڑھ کر سنا رہی تھی ۔ کہ یکایک دروازہ کھلا ۔ اور میڈم اینجلیک داخل ہوئی ۔

وہ آتے ہی قدرے اضطراب کی حالت میں کہنے لگی "عزیز لڑکیو تم نے شاید بخت ایولین پھر اپنے والدین کے پاس چلی گئی ہے ۔"

لیٹس اس اطلاع کو پا کر چونک گئی ۔ مگر لینڈا اور ارمنٹائن کے منہ سے بے اختیار آہ سرد نکلی جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ کہ انہیں بھی گھروں کو واپس جانے کی حسرت ہے ۔

"میں بالکل سچ کہتی ہوں" میڈم اینجلیک نے جو اس قدر جوش کی حالت میں تھی ۔ کہ لیٹس کی گھبراہٹ اور دونوں غیر ملکی لڑکیوں کے انداز حسرت کے معلوم کرنے سے قاصر رہی ۔ کہا "شوقی دیکھنا کہ گھر پہنچ کر مجھے خط لکھتی ہے ۔"

"کیوں مگر اس نے کیا لکھا ہے؟" لیٹس نے تعجب سے دریافت کیا۔
"لکھتی ہے۔ خدا نے ایک غیبی فرشتہ کو میری نجات کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی بدولت میں گناہ کی غار سے بچ کر نکل گئی۔ کم بخت ناشکری! کیوں کیا میرے یہاں رہتے ہوئے اس کو ہر طرح کا عیش و آرام حاصل نہ تھا؟ کیا اس کے کھانے کو عمدہ سے عمدہ چیزیں پینے کے لئے نفیس ترین شراب اور پہننے کو بیش قیمت کپڑے مہیا نہ کئے جاتے تھے؟..."
"مگر کیا اس خط میں اس نے کسی طرح کی دھمکی دی ہے؟" لیٹس نے پوچھا۔
"نہیں شکر ہے بات اس حد تک نہیں پہنچی۔" میڈم اینجلیک نے معاملہ کے خطرناک پہلو سے آگاہ ہو کر آہستہ سے کہا۔ "لکھتی ہے والدین نے بصد شوق مجھے گھر میں لے لیا ہے۔ اور چونکہ انہوں نے بھی عہد ماضی پر دائمی پردہ ڈالنا پسند کیا۔ اس لئے درمیانی عرصہ کی نسبت کوئی سوال نہیں پوچھا۔"
"تو غالباً وہ خود بھی اس بارہ میں کسی سے ذکر کرنا پسند نہ کرے گی۔" لیٹس نے کہا۔ "لیکن آخر یہ خط اس نے کیوں لکھا ہے؟"
"اس لئے کہ اپنی طرف سے کسی سے میرا ذکر نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے وہ مجھ سے بھی اس کا اقرار لیا چاہتی ہے کہ میں کسی سے اپنے ہاں اسکی موجودگی کا ذکر نہ کروں۔"
"آہ! میں سمجھی۔ اب اتنی مدت کے بعد شائد اسے عزت دار بننے کا شوق چرایا ہے۔" لیٹس نے حقارت آمیز تبسم پیدا کر کے کہا۔
"اور شائد اب وہ شادی بھی کرنا چاہتی ہے۔" میڈم اینجلیک نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔ "مگر اطمینان رکھو یہ کام اتنے سہل نہ ہوں گے۔ جتنا وہ خیال کرتی ہے۔ دیکھو لیٹس۔ یہ معلوم کرنا اشد ضروری ہے کہ وہ شخص کون تھا جس نے تم سے دیہات میں ڈیوک کی نسبت سب حالات معلوم کئے۔ ایسے شخص کا وجود جو تمہاری اور اس سلسلہ میں اس دوکان کی نسبت اس قدر حالات جانتا ہو۔ جتنے اسے معلوم تھے واقعی خطرناک ہے۔ لیکن کیا تم اس کا ذرا بھی اندازہ نہیں کر سکتی ہو کہ وہ کون تھا؟"
"میرا خیال ہے یہ وہی فرشتہ غیبی تھا۔ جسنے ایولین کو نجات دی۔" لیٹس نے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔
"بے شک میرا اپنا بھی خیال ہے۔" میڈم اینجلیک نے تسلیم کیا کیونکہ اس کا فرار اور اوک لینڈز کا واقعہ ایک ہی وقت میں ظہور پذیر ہوئے۔ ایولین کو ان مشتے ایوشاکوں کا کچھ حال معلوم تھا۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ تم اوک لینڈز جا رہی ہو..."

"بس تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں کہ غدار ایولین نے ہی اس اجنبی شخص کو وہ حالات بتائے جن کی بنا پر وہ میرا مزاحم ہوا۔"

"کیوں بھلا تم آئرلینڈ جاؤ گی؟" میڈم اینجلیک نے لیٹس کے برہنہ شانے پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"چلی جاؤں گی۔ میرا کیا حرج ہے" جوان عورت نے جواب دیا۔

"تو جاؤ۔" میڈم اینجلیک نے کہا "جس طرح بھی ممکن ہو ایولین سے ملو۔ اور اس پر ظاہر کرو کہ میں بھی گذشتہ زندگی سے تائب ہو کر وہاں سے چلی آئی ہوں۔۔۔"

"اس کی فکر نہ کیجیے۔ یہ سب کام میں اچھی طرح کروں گی۔" لیٹس نے جو ابھی سے کامیابی کے خواب دیکھنے لگی تھی کہا "جس طرح بھی ممکن ہوگا میں ایولین کی رازدار بن کر اس سے سب حال معلوم کروں گی۔ آپ کی رائے میں مجھے کب یہاں سے رخصت ہونا چاہیئے؟"

"میری طرف سے آج ہی چلی جاؤ۔" میڈم اینجلیک نے کہا "جتنا کم وقت ضائع کیا جائے اچھا ہے مگر دیکھو سب سے زیادہ کوشش اسی بات کے لیے کرنا۔ کہ کسی طرح ایولین کو اپنے ساتھ واپس لے آؤ۔ اول تو وہ خوبصورت بہت ہے۔ دوسرے اسے واپس لانا ایک شاندار کامیابی ہوگا۔"

بعض وجوہ سے لیٹس راڈنے اسی روز رخصت نہ ہو سکی۔ البتہ اس کے دوسرے دن ۹ بجے کے قریب یوسٹن سکویر کے سٹیشن پر ریل کے درجہ اول میں سوار ہوئی۔ اس کا ارادہ برمنگھم ہو کر لورپول جانے کا تھا۔ ڈبہ میں صرف ایک عورت سوار تھی۔ جو کم و بیش لیٹس کی ہم عمر۔ ویسی ہی دراز قامت اور خوبصورت تھی۔ گو کمال حسن میں اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ بہرصورت وہ ایک خوش پوش تربیت یافتہ اور شریف خاتون تھی۔ ٹرین چلی تو دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ڈبہ میں ان کے سوا کوئی تیسرا سوار نہ تھا۔ اور چونکہ دونوں عورتیں تھیں۔ اس لیے جلد ہی باہمی گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیٹس راڈنے نے ایک عزت دار خاتون کی حیثیت برقرار رکھنے کے لیے جیسا وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتی تھی۔ حتے الوسع حلم و شرافت کا انداز اختیار کیا۔ کیونکہ اس دوسری عورت کے دل میں وہ اپنی اصلی حیثیت کے متعلق کسی طرح کا شبہ پیدا کرنا نہ چاہتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ دنیا میں عورت کی ذات ہمیشہ اس بات کی خواہشمند پائی گئی ہے کہ در پردہ ہر طرح کی برائیاں کرتے ہوئے ظاہر میں اس کا چلن ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہے۔ اور اس کی بدچلنی شرافت و نجابت کے پردہ میں چھپی رہے۔ اسی طرح مردوں میں غریب اپنی مفلسی کو آسودگی کے پردہ میں

چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ خواہ ایسا کرنے سے انہیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا
پڑے۔

پہلا نصف گھنٹہ دونوں میں سرسری باتیں ہوتی رہیں جیسی عموماً ایسے موقعوں پر ہوا کرتی ہیں۔
لیبشن کو معلوم ہوا کہ دوسری عورت ایک سادہ مزاج بے تکلف خاتون ہے جسے موجودہ سفر کا مدعا
ظاہر کرنے میں بھی تامل نہیں۔ لیبشن نے بھی گفتگو میں ایسی ہی بے تکلفی اختیار کر لی۔ مگر اپنے سفر کا اصلی
مدعا ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس عورت کی باتوں کا کچھ نہ کچھ جواب دینے کی غرض سے۔ چنانچہ اس نے
بیان کیا کہ میں بعض دوستوں کے پاس آئرلینڈ جا رہی ہوں۔ اور وہاں ڈبلن کے قریب ان کے ہاں چند ہفتے ٹھہرنے کا
ارادہ ہے۔ اشارتاً اس نے ان کی میزبانہ حیثیت کا بھی کچھ ایسے انداز سے ذکر کیا جس سے دوسری عورت کے
دل میں اس کی دولت و ثروت کا خیال جاگزیں ہونا لازم تھا۔ ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ
یہ سب باتیں سراسر غلط و جھوٹ تھیں۔ مگر لیبشن راڈنے کی نئی سہیلی نے بے خبری میں انہیں
بالکل صحیح سمجھا اور اسے سب حال ظاہر کرتے دیکھ کر خود بھی اپنے حالات بیان کرنے پر آمادہ ہو گئی۔
معلوم ہوا وہ لوئیسا بینر نام کی بیوہ عورت ہے۔ چونکہ لوئیسا بینر اور لیبشن راڈنے۔ دونوں
ناموں کے مختلف حروف ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے تذکرہ نے اس عجیب اتفاق پر راستے کی
بھی کی۔ اس کے بعد جوں جوں سفر طے ہوتا گیا دونوں کی بے تکلفی بڑھتی گئی۔ اور چونکہ رستہ میں
بھی کوئی مسافر ان کے ڈبے میں سوار نہ ہوا۔ اس لئے گفتگو کا سلسلہ بے روک جاری رہا۔ ان باتوں سے
لیبشن راڈنے کو مسز بینر کے جو حالات معلوم ہوئے ان کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان سے
ظاہر ہوگا اس کے موجودہ سفر کا مدعا کیا تھا۔

لوئیسا کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ کہ اس کے والدین تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کسی وبائی
مرض سے ہلاک ہوئے اور وہ اس چھوٹی عمر میں ہی یتیم رہ گئی۔ اس وقت کے بعد وہ شہر لیورپول
کے ایک تاجر مسٹر جیمس پالرڈ کے مکان پر رہنے لگی۔ یہ شخص لوئیسا کا رشتہ دار تو نہ تھا۔ مگر
اس کے باپ نے بعض نامعلوم وجوہ سے اپنی وصیت میں اسے اس کا سرپرست مقرر کر دیا تھا
اور جو تھوڑی بہت جائداد پیچھے چھوڑی۔ اس کا انتظام اسی کے سپرد کیا تھا۔ مسٹر پالرڈ ایک
سن رسیدہ خبطی مزاج آدمی تھا۔ اس کی بی بی کا عرصہ سے انتقال ہو چکا تھا۔ اور اب دنیا میں
اسے کوئی دھن تھی تو فقط روپیہ جمع کرنے کی۔ وہ نہایت درجہ حریص دل کا شخص تھا۔ اور جیسا
بخیلوں کی صورت میں عموماً دیکھا گیا ہے۔ اپنی جان کو ہر ممکن تکلیف دے کر اپنی ضروریات

کو وہ جہ خباثت کم کرکے بھی روپیہ جوڑنے کی فکر میں رہتا تھا۔ چند ہفتے لوئیسا اس شخص کے پاس رہی
اس کے بعد اس نے اسے کچھ فاصلہ پر ایک بورڈنگ سکول میں داخل کرا دیا۔ اسکی تعطیلات کا زمانہ
بھی اس سکول میں بسر ہوتا تھا۔ اور گو اس بچہ کی استانی اس سے اچھی طرح پیش آتی تھی۔ اور اسے
گذارہ لائق روپیہ بھی ملتا تھا تاہم یہ رنج ہر وقت اس کے لئے سوہان روح تھا کہ دنیا میں کوئی مقام
ایسا نہیں جسے میں اپنا گھر کہہ سکوں۔ سترہ سال کی عمر تک وہ اسی سکول میں رہی۔ اور اس عرصہ
میں کبھی اسے مسٹر پالرڈ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ صرف گاہ بگاہ اس کی طرف سے اس قسم کے
خطوط موصول ہوتے ہے جن میں ترسیل زر کا حوالہ یا معلمات کی فرمانبرداری کی ہدایت درج ہوتی تھی
اس سے زیادہ اس نے کبھی ان خطوں میں نہیں لکھا۔ نہ کبھی پوچھا کہ تم اس جگہ رہ کر خوش ہو یا نہیں
مسٹر پالرڈ ایک کاروباری آدمی کی حیثیت سے سمجھتا تھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ ہر لحاظ سے معقول
اور اچھا ہے اور اس سے زیادہ کی حاجت نہیں۔ اس نے کبھی اس سے ویسی عنایت کا اظہار
نہ کیا جیسی والدین اپنی اولاد سے یا رشتہ دار اپنے عزیزوں سے کیا کرتے ہیں۔

جس سکول میں لوئیسا تعلیم پاتی تھی۔ اس کی معلمہ خانم کا بھتیجا اوقات فرصت میں اس سے
ملنے آیا کرتا تھا۔ یہ شخص جوان شکیل صاحب اخلاق اور خوش گو تھا۔ اس کی عمر لوئیسا سے بقدر ۳ سال
زیادہ تھی یعنی جب لوئیسا نے سترھویں سال میں قدم رکھا تو وہ ۲۰ سال کا ہو چکا تھا۔ اتفاق سے
اس نوجوان کے والدین بھی انتقال کر چکے تھے۔ اور اسے کچھ رقم ترکہ میں ملی تھی۔ ہوتے ہوتے دونو
یعنی لوئیسا اور اس نوجوان میں محبت پیدا ہونے لگی۔ عشقیہ تحریرات کا تبادلہ شروع ہوا۔ اور وفاداری
کے عہد لئے جانے لگے۔ تھوڑے عرصہ بعد یہ راز ظاہر ہو گیا۔ اور اس نوجوان کی خالہ یعنی سکول کی استانی
نے جو ایک نیک نہاد مگر سخت گیر عورت تھی۔ ایک طرف بھتیجے کو اس وقت تک سکول میں آنے
سے روک دیا جب تک لوئیسا وہاں تعلیم پاتی تھی۔ اور دوسری جانب لورپول میں مسٹر پالرڈ کے نام
ایک خط لکھا جس میں سب حال درج کیا۔ آخر الذکر نے بواپسی اس کا جواب دیا کہ میں ایک دو
روز میں آکر لوئیسا کو واپس لے جاؤنگا۔ ان حالات میں یہ افسانہ عشق اس منزل تک پہنچ گیا جہاں
اس کی مخلصت چھپ گئیں نے بالآخر یہی نتیجہ پیدا کیا جس کی ہمارے ناظرین کو امید ہوگی۔ یعنی اس
نوجوان نے لوئیسا سے درپردہ خط وکتابت شروع کی۔ وہ اپنے عاشق جانباز سے ہمیشہ کے لئے جدا
ہونے اور دوبارہ لورپول میں مسٹر پالرڈ کے بے رونق مکان پر واپس جانے کے خیال سے جس کی یاد
کسی طرح اس کے لئے حوصلہ افزا نہ تھی دل شکستہ ہو رہی تھی۔ پس اس کی التجاؤں سے متاثر ہو کر

وہ اس کے ساتھ فرار ہو گئی۔ اور چونکہ اس کا دلدار صاحب ایمان و عزت دار تھا۔ اس لئے جلدی ہی دونو کی شادی ہو گئی۔

شادی کے بعد دونو فرانس چلے گئے۔ وہاں اس جگہ سے لوئیسا نے جس کا نام اب مسنز رینیر ہو گیا تھا مسٹر پالر ڈ کو ایک خط لکھا جس میں اس نے تحریر کیا کہ میں نے یہ کام اپنی راحت کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے لیکن اگر اس کی وجہ سے آپ مجھے خود سر یا نافرمانبردار سمجھتے ہوں۔ تو میں آپ سے معافی کی خواستگار ہوں مسٹر پالر ڈ کے عادات جو کچھ اسے معلوم تھے۔ ان کی بنا پر اسے پہلے ہی معافی یا درگذر کی امید نہ تھی اور واقعہ میں اسی طرح ہوا۔ جو خط اس نے جواب میں لکھا وہ اپنے سنگدلانہ انداز تحریر کے اعتبار سے ویسا ہی تھا جیسی کہ ایسے شخص سے امید ہو سکتی ہے۔ اس میں اس نے تحریر کیا کہ تم نے اپنے مستقبل کو ڈھالنے اور راحت تلاش کرنے میں اپنی مرضی کو مقدم سمجھا ہے۔ تم اپنے افعال کی مختار ہو۔ مگر آج سے میں تمہاری نسبت اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں۔ تین ہزار پونڈ کی رقم جو تمہارے والدین نے تمہارے لئے چھوڑی تھی۔ میرے پاس جمع ہے۔ جب تم ۲۱ سال کی عمر میں سن بلوغ حاصل کر لوگی تو یہ رقم باضابطہ تمہارے حوالہ کر دی جائے گی۔ اس وقت تک اس کا سود تمہارے نام روانہ ہوتا رہے گا۔ نہ اس خط میں شادی کی مبارکباد کا کلمہ درج تھا۔ نہ کسی ناراضی کا اظہار۔ نہ یہی لکھا تھا کہ اگر کبھی تمہارا یا تمہارے شوہر کا لورپول آنا ہو۔ تو مجھ سے ملنا۔ نہ یہ کہ مجھے تم سے ملکر خوشی ہوگی صرف اس کے آخر میں یہ تحریر تھا کہ جب تم ۲۱ سال کی عمر کو پہنچ جاؤگی تو میرے دفتر میں آنا۔ کہ قانونی میعاد کیا طے کر کے زر امانت تمہارے حوالہ کر دیا جائے۔

لوئیسا کی شادی کے بعد دو سال خوشی سے گذر گئے۔ مگر افسوس غریب کی قسمت میں بہت تھوڑا سہاگ لکھا تھا۔ دو سال کی ناقابل بیان خوشیوں کے بعد... کیونکہ جس چیز کو جلد فنا ہونا ہو وہ عموماً اپنی ہستی کے قلیل عرصہ میں نہایت روشن اور تابناک صورت اختیار کیا کرتی ہے... دو سال کے بعد مسٹر رینیر فرانس کی ایک بندرگاہ میں کشتی پر سیر کرتا ہوا غرق ہوا۔ اور غریب لوئیسا سن بلوغ سے بھی پہلے۔ چھوٹی عمر میں ہی یکایک اس صدمہ جانگداز کی بدولت بیوہ ہو گئی۔ انسان کو روح پرور حالات کا عادی ہونے کے بعد دفعتاً جگر پاش صدموں کا مقابلہ کرنا پڑے تو دنیا اسکی نظروں میں اس طرح اندھیر ہو جاتی ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے سیہ بختی کی یہ تاریکی دائمی ہوگی۔ ذہن ان صدمات کی تاب مقابلہ نہ لا کر اس طرح افسردہ و پژمردہ ہوتا ہے۔ اور اس کے تمام قوا اس درجہ مسلوب ہو جاتے ہیں کہ فضائے مصیبت سے پناہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ عرصہ دراز تک اس پر یاس وملال

کے بادل محیط رہتے ہیں۔ مگر دنیا میں ایسی مصیبت کونسی ہے جو انسان کے رضائے الٰہی پر صابر و شاکر ہونے میں مانع ہو؟ فی الحقیقت جتنا شدید صدمہ ہو اتنا ہی زیادہ وہ ذریعہ توکل بنتا ہے، اور چونکہ رضائے الٰہی پر شاکر و قانع ہونے میں ہی دنیا بھر کی راحتیں جمع ہیں۔ اس لئے انتہائی جانکاہ مصائب اپنے مراجعانہ اثرات سے الٹا ذہن انسانی کے یاس و اضمحلال کی تخفیف کا موجب ہوا کرتے ہیں۔

مسٹر ریبنز کو رحلت کئے دو سال ہو گئے اور لوئیسا کو بیوگی کا سیاہ لباس اتارے پندرہ ہی دن ہوئے تھے کہ اس کو وہ سفر درپیش ہوا جس کی بدولت اس کی لیٹس راڈنے سے ملاقات ہوئی۔ اب وہ سن بلوغ حاصل کر چکی تھی جس سے ناظرین اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کس مقصد کے لئے لورپول جا رہی تھی۔ یعنی اس لئے کہ اس جگہ کے حریص و طامع وکیل مسٹر انتھنی پارڈسے مل کر تین ہزار پونڈ کی رقم جو اس کے نام جمع تھی وصول کرے۔ یہ حالات تھے جو لیٹس راڈنے کو نوجوان بیوہ سے اثنائے گفتگو میں معلوم ہوئے اور ناظرین جو اس کی طبیعت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیفیت سن کر اسے اس بات کی کس قدر خواہش ہوئی۔ کہ کاش میں ایولین اور بائین کو ورغلا کر واپس لانے کی بجائے بیوہ کی اتنی بڑی رقم وصول کرنے جا رہی ہوتی۔

سارا حال سن کر اس نے کہا "مسز ریبنز آپ کا قصہ سنجیدہ اور دلگداز ہے۔ مگر اس وقت غالباً آپ کو اس سنگدل شخص مسٹر پارڈ کے روبرو جاتے ہوئے کچھ خوف یا تامل ضرور ہوگا"

"نہیں مس راڈنے مجھے کسی طرح کا خوف یا تامل نہیں ہے۔" حسین بیوہ نے جواب دیا۔ "ہرچند مجھے اس شخص سے جدا ہوئے دس سال ہو گئے۔ تاہم اس کے مزاج کا حال اسی طرح یاد ہے۔ گویا کل کی بات ہو مسٹر پارڈ بہت کم گو آدمی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ کسی غیر ضروری بحث کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ عہد ماضی کی نسبت وہ اس سے زیادہ ایک لفظ بھی نہ کہے گا۔ جتنا اس معاملہ کے لئے ضروری ہو۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس کے الفاظ میرے دل میں اس صدمہ جانگداز کی یاد تازہ کرنے کا ذریعہ نہ ہوں گے۔ جو میں نے نہایت قلیل عرصہ راحت کے بعد برداشت کیا ہے۔ فی الحقیقت جہاں تک میرا خیال ہے۔ ہماری ملاقات نہایت مختصر ہوگی۔ اور سب کام ایک گھنٹہ کے اندر اندر طے ہو جائے گا۔"

"خیر آپ کے بیان سے ایک اطمینان ضرور ہوا" لیٹس نے کہا۔ "وہ یہ کہ آپ کو مسٹر پارڈ کی طرف سے کسی بدسلوکی کا اندیشہ نہیں۔ سچ جانیے اس قلیل واقفیت میں ہی مجھے آپ سے گہری دلچسپی

ہو گئی ہے۔"

"جس کے لئے میں آپ کی تہ دل سے شکر گزار ہوں۔" مسز ہیزر نے جواب دیا۔

دونوں میں اسی طرح گفتگو جاری رہی۔ مگر ناظرین کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا غیر ضروری ہوگا کہ لیٹس کی دلچسپی یا ہمدردی محض ظاہری اور نمائشی تھی۔ اور مسز ہیزر کی اصلی اور حقیقی۔ اثنائے گفتگو میں آخر الذکر نے اپنی زندگی کے بعض خفیف تر واقعات کا بھی ذکر کیا۔ اور چونکہ لیٹس کو اوروں کے حالات جان کر مزا ملتا تھا۔ اس لئے اس کے پیہم سوالات کے سلسلہ میں مسز ہیزر کا بیان جاری رہا۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا۔ اور ٹرین جنگلوں اور میدانوں کو عبور کرتی تیز رفتار سے چلتی رہی دونوں عورتیں خوش تھیں کہ حسن اتفاق سے ان کو اکٹھے سفر کرنے کا موقعہ مل گیا۔

ٹرین پینتھم اور مانچسٹر کے درمیان کسی مقام پر پوری رفتار سے چل رہی تھی کہ دونوں سہیلیوں کی گفتگو کا سلسلہ دفعتاً اس طرح منقطع ہو گیا۔ گویا ان کی گاڑی کی چھت پر بجلی گری ہو۔ جیسا لیٹس نے بعد ازاں بیان کیا۔ ایک ثانیہ کے لئے اس کو صدمہ عظیم کا احساس ہوا جس کے اثر سے وہ فوراً بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا حال اسے قطعاً معلوم نہیں۔ آخر جب اس کی آنکھ کھلی۔ تو معلوم ہوا کہ ایک ڈھلوان مقام پر پڑی ہے۔ اور ایک متوسط العمر شخص اس پر جھکا کھڑا ہے۔

اس وقت اپنی حالت اسے خواب پریشان کی طرح معلوم ہوئی۔ مگر جس وقت آنکھیں بند کر کے دل میں غور کیا تو حقیقت حال یاد آ گئی۔ اس کا دماغ بھاری اور اعضا مسلوب الحواس تھے ذہن میں بھی غیر یقینی اور مبہم خطرہ کا احساس تھا۔ دوبارہ آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا۔ تو اس خوفناک شبہ کی تصدیق ہو گئی۔ جواب تک اس کے دماغ میں غیر معین صورت رکھتا تھا۔ جو شخص اس کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس نے چند متانت آمیز کلمات کہے۔ اور کچھ سوالات پوچھے۔ ان سے لیٹس کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ جسے میں خواب سمجھ رہی تھی۔ وہ در اصل ایک خوفناک حقیقت ہے۔ معلوم ہوا اس کی ٹرین کو سخت حادثہ پیش آیا ہے۔ کئی گاڑیاں پٹری سے اتر کر ٹوٹ گئیں۔ بے شمار مسافر ہلاک ہوئے۔ اور بہت سے مجروح اور بے ہوش پڑے ہیں۔

جو شخص لیٹس کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس کی نسبت معلوم ہوا کہ ایک ڈاکٹر ہے۔ جو اسی ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ حسن اتفاق سے اس کو چوٹ نہیں آئی۔ اس لئے جہاں تک اس کے امکان میں تھا۔ اس نے دوسرے مسافروں کو مدد دینا شروع کیا۔ خود لیٹس حادثہ کے صدمہ اول سے مسلوب الحواس ہونے کے باوجود ہر طرح صحیح سالم تھی۔ اسے کسی قسم کی چوٹ نہیں آئی اور ہوش میں آنے کے

تھوڑی دیر بعد اٹھ کر چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی۔ اس وقت جو نظارہ اس نے دیکھا۔ وہ نہایت افسوسناک اور ہیبت بخش تھا۔ پٹری کے ایک جانب ڈھلوان پر ٹوٹی ہوئی گاڑیاں پڑی تھیں۔ اور جابجا مسافروں کے بکس۔ ٹرنک اور سفری بیگ بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ حادثہ کی وجہ سے ان میں سے بعض گر کر کھل گئے۔ اور ان کے اندر مردانہ اور زنانہ لباس کی جو چیزیں تھیں۔ وہ بکھر کر ایک دوسرے سے مل گئیں۔ سبز گھاس پر بیشمار زخمی مسافر پڑے ہوئے تھے۔ اور تھوڑے فاصلہ پر اس قسم کی لاشیں جمع تھیں جن کی صورت بالکل پہچانی نہ جاتی تھی جس وقت لیسٹر لاشوں کے اس انبار کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یکایک اپنی بدنصیب سہیلی مسز پیپر کا لباس پہچان کر اس کے دماغ میں چکر آ گیا۔ واقعی اب اسے محض لباس کی مدد سے پہچانا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اسکی صورت اتنی بگڑ چکی تھی۔ کہ سابقہ حسن و جمال کا ذرا سا اثر باقی نہیں تھا۔ ہر چند جیسا ناظرین کو معلوم ہے لیسٹر بہت سریع الحس عورت نہ تھی۔ تاہم اس ہولناک سانحہ کو دیکھ کر جس کی بدولت ایک خلیق و ملنسار خاتون کی زندگی کا عین عالم شباب میں اس وقت خاتمہ ہو گیا۔ جبکہ وہ اپنے والدین کا ترکہ وصول کرنے جا رہی تھی۔ اسے بھی سخت صدمہ ہوا۔ وہ لڑکھڑا گئی۔ اور بدقت نظر ہٹا کر ایک طرف کو مڑی۔ اس کے دل کو اس نظارہ سے اتنا بھاری صدمہ ہوا تھا۔ کہ اگر وہ ڈاکٹر جو پاس کھڑا تھا اس کو اپنے بازوؤں میں نہ سنبھال لیتا تو یقیناً فرش زمین پر گر جاتی۔

جن لوگوں کو بدنصیبی سے کبھی کوئی خوفناک حادثہ ریل دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اپنے ذہن میں اس ہیبت ناک منظر کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور جنہیں خدا نے ایسے الم خیز نظارہ کی دید سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ امداد تصور سے اس کی کیفیت معلوم کر سکتے ہیں۔ زخم خوردہ افراد کا نالہ و شیون۔ رشتہ داروں کا اپنے متعلقین کی لاشیں دیکھ کر آہ و بکا کرنا۔ مضطرب اور پریشان ریلوے افسروں کی دوڑ دھوپ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ لائن صاف کرنے کی کوشش یا اگر حادثہ کسی شہر کے قریب واقع ہوا ہو تو دفع استعجاب کے لئے خوف زدہ لوگوں کا اجتماع یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جو اس قسم کے موقعوں پر عموماً پیش آیا کرتی ہیں۔ بصورت موجودہ بھی یہی حالت پیش آئی۔ لیکن ہماری رائے میں اس رنجدہ تفصیل کو طول دینا غیر ضروری ہوگا۔ مختصر یہ کہ اس ڈاکٹر نے جس کی کوشش سے لیسٹر کو ہوش آیا تھا۔ ان گاڑیوں میں سے ایک میں جو پاس کے شہر سے آ کر مقام حادثہ پر جمع ہو گئی تھیں۔ سوار ہونے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ آج کا دن شہر میں آرام کر کے کل سفر پر روانہ ہونا۔ ایسے خوفناک صدمہ کے بعد جو اس دفعہ دماغ کو پہنچا

آرام کرنا اشد ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو پر وہ دماغ میں کوئی پیچیدگی پیدا ہو جائے۔ لیٹس راڈنے کی صورت
سے وحشت برستی تھی۔ اور اس کے خیالات بے جوڑ اور منتشر تھے۔ ڈاکٹر اس سے بڑی مہربانی سے
پیش آیا۔ اور اسے اپنے بازو کا سہارا دے کر اس مقام کی طرف جہاں مسافروں کا اسباب جمع کر دیا گیا
تھا لے چلا۔ کہ وہ اس سے اپنی چیزیں تلاش کر کے نکال لے۔ اس کام میں لیٹس راڈنے کو سخت دقت
کا سامنا ہوا کیونکہ سب چیزیں سخت بے ترتیبی کی حالت میں بکھری ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر نے اسے اس
کام میں مدد دی۔ اور اس کا نام معلوم کر کے وہ سب چیزیں جن پر اس کا مخفف نام ایل۔ آر درج
تھا جدا کیں۔ سخت وقت اور پریشانی کے بعد نیک نہاد ڈاکٹر نے دو ٹوٹے ہوئے بکسوں کو اس
قسم کے سامان سے پُر کیا جس کا کچھ حصہ لیٹش نے تلاش کر کے نکالا تھا۔ اور کچھ اس نے حروف ایل آر
کی مدد سے۔ پھر اسے اسباب سمیت گاڑی میں سوار کر کے رخصت ہوا۔ اور باقی زخمیوں کی دیکھ بھال
کرنے لگا۔ لیٹس راڈنے گاڑی میں سوار ہو کر شہر کے ایک ہوٹل میں گئی۔ اور چونکہ طبیعت اب تک
ناساز تھی۔ اس لئے جاتے ہی آرام کے لئے لیٹ گئی۔ دماغ کو جو صدمہ پہنچا تھا۔ اس کا اثر تین
دن تک زائل نہ ہو سکا۔ جیسا ڈاکٹر نے کہا تھا۔ اس کی بدولت کچھ پیچیدگیاں بھی پیدا ہوئیں مثلاً
کانوں کی سائیں سائیں۔ دماغ کی جھنجھناہٹ اور خیالات کی بے ترتیبی بہرحال یہ تین دن کا عرصہ
لیٹش نے چارپائی پر لیٹ کر بسر کیا۔ اور اس اثنا میں شہر کا ایک ڈاکٹر اس کی تیمارداری کرتا رہا لیکن
آخر کار جب اس کی حالت روبہ اصلاح ہوئی۔ تو طبیعت حادثہ کی تفصیل جاننے کے لئے بے قرار
ہونے لگی۔ اور اس مطلب کے لئے اس نے مقامی اخبار منگایا۔ اس میں اس ہولناک سانحہ کی مفصل
کیفیت درج تھی۔ اور جو لوگ ہلاک ہوئے۔ ان کی نسبت افسر مرگ کی کارروائی بھی درج تھی۔
اس رنجیدہ کیفیت کو پڑھ کر لیٹش کو معلوم ہوا۔ کہ ہلاک شدہ مسافروں میں سے ہر ایک کا نام لکھا
ہوا ہے۔ مگر ایک عورت کو نامعلوم الاسم قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ نہ اس کی جیب میں پتہ کے کارڈوں
کا بکس ملا۔ نہ کوئی اور چیز اس قسم کی دستیاب ہوئی۔ جس سے اس کا نام اور پتہ دریافت ہوتا۔
چونکہ مسز رینیر کا نام ہلاک شدگان کی فہرست میں شامل نہ تھا۔ اس لئے لیٹس راڈنے نے اندازہ
کیا۔ کہ اس افسوسناک فہرست میں غالباً اسی کو نامعلوم الاسم ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ کہ
اس کی اطلاع ہوٹل کے منتظم یا اس ڈاکٹر کو جو تیمارداری کر رہا تھا کر دی جائے کہ نامعلوم الاسم
عورت کا صحیح نام بھی مشتہر ہو جائے۔ کہ کسی ضرورت کیلئے اس کو بکس کے معائنہ کا موقعہ ملا اس وقت
اول مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ ان میں بہت سا ایسا سامان بھی آ گیا ہے۔ جو اس کا اپنا نہیں۔ مگر

جیسے محض حروف ایل۔ آر کی وجہ سے اسی کی اشیاء کے ساتھ رکھ دیا گیا ہے۔ جس بے ترتیبی کی حالت میں مسافروں کی چیزیں بکھری ہوئی تھیں، اُسے پیش نظر رکھتے ہوئے اس قسم کی غلطی کا ظہور میں آنا قدرتی تھا۔ اس کے بعد جس وقت وہ باقی چیزوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔ اسے ایک چھوٹا سا ڈبہ نظر آیا جس کا قفل کھلا ہوا تھا۔ اور چونکہ ایسے حالات میں وہ اصول ساست پر عمل کرنے کی عادی نہ تھی۔ اس لئے اس کی چیزوں کی دیکھ بھال شروع کی۔ معلوم ہوا اس میں متوفی مسز رینیر کی بعض دستاویزات بھی ہیں۔ مثلاً اس کی ولادت اور شادی کی سندات ایک فرانسیسی پروانہ راہداری جس میں اس کا حلیہ بالتفصیل درج تھا۔ اور متعدد خطوط جو مسٹر پالرڈ وکیل نے مختلف اوقات میں ترسیل زر کے موقعوں پر بدنصیب عورت کے نام لکھے تھے۔ ان کے علاوہ بعض یادداشتیں خود اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں جن پر متوفی عورت نے براعظم یورپ کے ایسے شہروں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ یا اس کے انتقال کے بعد سیر کرنے گئی تھی۔ ان تحریرات سے معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ مدرسہ سے فرار ہونے کے بعد وہ کن کن مقامات پر ٹھیری۔ مختصر یہ کہ کچھ ان کاغذات اور کچھ ان زبانی حالات کی مدد سے جو مسز رینیر نے اس سے بیان کئے تھے۔ لیٹش راوڈ نے اس عورت کے تمام تر واقعات زندگی سے پوری طرح واقف ہو گئی۔

جس وقت وہ ان چیزوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ ایک عظیم خیال رفتہ رفتہ اس کے دماغ میں پیدا ہونے لگا۔ جو شروع میں مبہم اور غیر معین تھا۔ مگر جس نے آہستہ آہستہ اس قسم کی صورت اختیار کی کہ اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کی جا سکتی تھی۔ لیٹش نے اس معاملہ کو ہر پہلو سے سوچا۔ کامیابی اور ناکامی کی صورتوں کو پیش نظر رکھنے کی کوشش کی۔ کامیابی کی عظمت اور ناکامی کی مشکلات پر غور کیا۔ اور سارے حالات سوچنے کے بعد آخر کار اپنی تجویز پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ وہ تجویز کیا تھی؟ یہی کہ جس بدنصیب عورت کو اخبار کی فہرست میں نامعلوم الاسم ظاہر کیا گیا تھا۔ اس کا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ اور اس کی شخصیت کو اسی طرح پردہ راز میں رہنے دیا جائے۔ جس طرح وہ اب تک تھی۔ جس کے بعد...

مگر اس کا حال آگے چل کر آئے گا۔

باب ۳۸

بخیل کا گھر

شہر لورپول کے ایک معمولی محلہ میں مسٹر اینتھنی بالرڈ وکیل کا مکان واقع تھا۔ اس شخص کے بخل و تنہائی کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اتنا ہی اور لکھنے کی حاجت ہے۔ کہ اثنائے زمانہ نے اس کی حرص و آز میں جہاں تک ممکن تھا۔ اضافہ ہی کیا۔ تخفیف کی صورت پیدا نہیں ہونے دی۔ دس سال پیشتر جب مسز رینر شادی سے پہلے اس کے پاس رہا کرتی تھی۔ تبھی اس کی بخل آمیز کفایت شعاری نفرت انگیز تھی۔ اس کے بعد جو زمانہ گذرا اس نے اسے اور بھی زرپرست خاص اور کنجوس بنا دیا۔ یہاں تک کہ اب وہ تمام عادات جو مسلمہ بخیلوں سے مخصوص ہیں اس میں پائے جاتے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ دولت فراہم کرنے کی غرض سے اس نے ہر قسم کی ذاتی آسائش کو بھی خیرباد کہہ دیا تھا۔ اس کے باوجود جیسا ہوتا ایسے حالات میں دیکھا گیا ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی رشتہ دار یا قرابتی نہیں تھا جس کی آسائش کے لئے ذاتی آرام کا ایثار مطلوب ہوتا۔ یہ خیال کبھی اس کے دل میں پیدا نہ ہوتا تھا۔ کہ جب فرشتہ اجل اپنا سرد ہاتھ میرے کندھے پر رکھے گا۔ اور مجھے عالم فنا سے دار بقا کو رخصت ہونے پر مجبور کیا جائے گا تو میرے اس مال و زر کا مالک کون ہوگا؟ کیا اسے بحق سرکار ضبط کیا جائے گا۔ یا یہ قانونی جھگڑوں میں برباد ہوگا۔ یا کیا دم آخر میں نام نہاد رشتہ دار اس پر قبضہ کرنے کے لئے اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے لق و دق جنگل میں بھولے بھٹکے مسافر کے تھک کر بیٹھتے ہی زاغ و زغن اس کی بوٹیاں نوچنے کو جمع ہو جایا کرتے ہیں؟ غرض یہ سوال کہ میرے مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ اینتھنی بالرڈ کے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا تھا۔ اس کے خیالات ہمیشہ اس سونے کی مورت پہ لگے رہتے تھے۔ جس کا وہ پرستار تھا۔ اور اس سے اسے مطلق سروکار نہ تھا کہ میرے بعد اس کا پجاری کون ہوگا؟ کیا یہ مورت کسی بت شکن کے ہاتھ میں پڑ جائے گی؟ اصل یہ ہے کہ دنیا کے بے شمار مذاہب میں زرپرست کا مذہب سب سے انوکھا ہے کہ اور لوگ تو دوسروں کو اپنے طریق عبادت کا حامی بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ اپنے معبود کو سب سے چھپانے اور اپنی عبادت کو ہر ایک کی نظروں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ خیال کبھی اس کے ذہن سے خارج نہیں ہوتا۔ کہ میرا معبود ہر وقت میرے ہی پاس رہے گا۔ کسی دوسرے کے قبضہ میں کبھی نہ جا سکے گا۔

مسٹر بالرڈ ایک سن رسیدہ۔ دراز قامت۔ لاغر اندام شخص تھا۔ اعضا سکڑے ہوئے

رنگت لاش کی طرح زرد۔ چہرہ بھیانک اور آنکھیں جن سے ہر وقت شک وشبہ کا اظہار ہوتا تھا۔ بے چینی سے اِدھر اُدھر حرکت کیا کرتی تھیں۔ ہر چند کہ یہ شخص انتہا درجہ طامع حریص اور پیسہ کو سو گنا نفع سے لینے کا عادی تھا۔ تاہم اس میں بعض عجیب و متضاد عادات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک طرف ایک ساہوکار سود خوار کی حیثیت میں اسے اپنے قرضداروں کو ان سے آخری کوڑی وصول کرنے کی کوشش میں کچلنے اور برباد کرنے سے دریغ نہ تھا۔ مگر دوسری جانب زر امانت کے لین دین میں وہ پورا دیانت دار بھی تھا۔ اور ایسے معاملات میں کبھی ایک پیسہ کی بے ایمانی نہ کرتا تھا۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ بدنصیب مسٹر رینر کے باپ نے اپنی ساری جائداد اس کی تحویل میں چھوڑ دی تھی۔ اور انصافاً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس نے اس فرض کو ہمیشہ دیانت اور خلوص نیت سے انجام دیا۔ لیکن حال ہی مسٹر بالیرڈ کے دل میں ہر شخص کے خلاف بدگمانی پیدا ہونے لگی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے رفتہ رفتہ وکالت ترک کر دی۔ اور سب محرروں کو موقوف کر کے سود پر روپیہ چلانے کا روزگار شروع کر دیا۔ اس کام میں خرچ کم اور نفع معقول تھا۔ کیونکہ اس کے سارے انتظامات وہ خود ہی کر لیا کرتا تھا جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس کے پاس کوئی شخص محرر وغیرہ کی قسم سے ملازم نہ تھا۔ اور اپنے بڑھتے ہوئے بخل کی وجہ سے اس نے گھر کے نوکروں کی تعداد بھی حد سے زیادہ گھٹا دی تھی۔ چنانچہ ان دنوں صرف ایک عورت جو گھر کا سب کام کرتی تھی۔ اور ایک خادمہ اس کی امداد کے لئے رہیں یہی دو نوکرانیاں تھیں جس عورت کا ذکر کیا گیا ہے اسے مسٹر بالرڈ کی ملازمت میں آئے قریباً تین ہفتے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ اس نے درخواست کے ساتھ کئی معزز خواتین کی اچھی اچھی سندات پیش کی تھیں اس لئے اس نے اسے بلا تامل اپنی ملازمت میں لے لیا تھا۔ علاوہ بریں یہ عورت لندن کی رہنے والی تھی جسے یہ عمر رسیدہ بخیل اس کے حق میں ایک خاص سفارش سمجھتا تھا۔ کیونکہ بعض نامعلوم وجوہ سے یہ خیال پختگی سے اس کے ذہن نشین ہو گیا تھا کہ دیہاتوں کے رہنے والے سب نوکر فضول خرچ اور بے ایمان ہیں۔ اور اس نے عہد کر لیا تھا۔ کہ خواہ اپنے ہاتھ سے سب کام کیوں نہ کرنا پڑے بہرحال ان میں سے کسی کو ملازم نہ رکھوں گا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جس وقت مسز ویبر موجودہ عورت نے درخواست ملازمت پیش کی تو بالرڈ نے اسے بے تامل رکھ لیا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ اس نے جو تنخواہ مانگی وہ سابقہ ملازموں کے مقابلہ میں قلیل اور واجبی تھی۔ مسز ویبر کے علاوہ ہم نے ایک خادمہ کا ذکر کیا ہے۔ جس کی نسبت سر دست اتنا ہی بیان کرنا کافی ہوگا۔ کہ وہ علی الصبح کام کرنے کے لئے آتی اور رات کے آٹھ نو بجے رخصت ہو جاتی تھی۔ یعنی وہ مسٹر بالرڈ کے مکان پر رات کو نہیں رہتی تھی۔

یوں تو مسٹر بالرڈ کا مکان کثرتِ اسباب و آرائش کے اعتبار سے پہلے ہی کوئی خصوصیت نہ رکھتا تھا۔ مگر جب سے اس کی حرص و آز نے ترقی کی۔ ان چیزوں میں اور بھی تخفیف کر دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ اب ایک عرصہ سے مکان کا بڑا حصہ بند رہتا تھا۔ کیونکہ اس کے استعمال کی ضرورت نہ ہوتی تھی مسٹر بالرڈ نہ خود کسی جلسہ و دعوت میں شریک ہوتا۔ نہ کسی کی میزبانی پسند کرتا تھا۔ اس کا اصول نہایت مختصر تھا۔ نہ خود کسی کے ہاں جانا نہ کسی کو آنے کا موقع دینا۔ ان حالات میں چونکہ اس کے ملاقاتی بہت کم اور وہ بھی زیادہ تر اس قسم کے لوگ تھے جن سے اس کے کاروباری تعلقات ہوں۔ اس لئے مکان کا بڑا حصہ بے کار سمجھ کر بند اور مقفل رہتا تھا۔ مسٹر بالرڈ کے لئے ایک فراخ بیٹھک موجود تھی۔ مگر وہ نچلی منزل کے عقبی حصہ میں ایک کوٹھری میں ہی بیٹھتا تھا۔ جس کی وجہ معلوم کرنا دشوار نہیں۔ یہ جگہ مکان کے باقی حصوں کی نسبت زیادہ محفوظ تھی۔ اس لئے مسٹر بالرڈ اسے اپنے زر و مال کی حفاظت کے لئے قلعہ سمجھا کرتا تھا۔ اس میں فقط ایک کھڑکی تھی جس میں لوہے کی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ دروازہ اتنا بھاری اور مضبوط تھا۔ کہ اول اسے توڑنا مشکل تھا۔ اور بالفرض کوئی اسکی جرات کرے تو اتنا شور پیدا ہوتا کہ ہمسایہ میں ہر شخص کا بیدار ہونا یقینی تھا۔ اس کوٹھری میں ایک جانب دیوار کے اندر لوہے کی تجوری تھی۔ گویا یہ جگہ ہر لحاظ سے مسٹر بالرڈ کی سکونت کے لئے مناسب و موزوں تھی۔ دن کا بڑا حصہ وہ اسی میں بیٹھ کر گذارتا۔ اور بیٹھک میں صرف اس وقت جاتا تھا جب کوئی شخص ملنے آئے۔ اسی جگہ اس کا سب زر و مال دفن تھا۔ اور اسی میں وہ رات کے وقت سویا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ سے اس کو ثقلِ سماعت کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ اور چونکہ ہلکی آواز بمشکل سنائی دیتی تھی۔ اس لئے مکان کے دوسرے حصہ میں اس خیال سے نہ سوتا تھا کہ مبادا چور میری بےخبری میں کھڑکی یا دروازہ کی راہ سے داخل ہو کر سب دولت لوٹ لے جائیں۔ سونے سے پہلے وہ ہر رات اپنے ہاتھ سے دروازہ کو بند اور مقفل کرتا۔ اور گو اپنی طرف سے اس نے حفاظت و احتیاط کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ تاہم سارے انتظامات کے بعد بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ رات کو اطمینان سے سوتا تھا۔

حادثہ بیل کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ مسٹر انتھنی بالرڈ شب کے آٹھ بجے اسی محفوظ کمرہ میں میز کے پاس بیٹھا رات کے کھانے کے ساتھ چاء نوش کر رہا تھا۔ بے شک ان دو چیزوں کے یکجا استعمال کا رواج عام نہیں۔ مگر بخیلوں کا دستور العمل ہر بات میں جدا ہے۔ اس خیال سے کہ معدہ میں جتنی جگہ چاء سے پُر ہو جائے۔ اتنا کھانا بچ سکتا ہے۔ مسٹر بالرڈ ان دونو کو ملا کر استعمال کیا کرتا

تھا۔ میز پر دھندلی سی شمع جل رہی تھی چینی کے برتن ادنٰی قسم کے اور کھانے کی طشتری میں فقط ایک ہڈی پڑی تھی جسے انسان تو کیا شاید کتا بھی اس کو چبانا منظور نہ کرتا۔ بدقسمتی سے مسٹر بارڈ ہر قسم کے بخل کے باوجود قدرت کے ان مطالبات کا جازل سے روح اور بدن کا اتفاق قائم رکھنے کے لئے جاری ہیں۔ مقابلہ کرنے سے قاصر تھا۔ اس میں شک نہیں وہ بارہا اپنے دل کو سمجھاتا کہ انسان جتنا کم کھائے اتنا ہی مفید صحت ہے اور زیادہ کھانا نہ صرف بربادی دولت کا ذریعہ بلکہ مضر ہے تاہم معدہ کی تحریک اشتہا اس زبردست استدلال سے نہیں دبتی تھی۔ بس کو اچھے کھانے کی خواہش اسے ہر وقت لگی رہتی تھی۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے اپنے خرچ پر کھلانا منظور کرتا تو وہ یقیناً پیٹ بھر کر کھاتا۔ تاہم اپنے مکان پر وہ عموماً اسی ہڈی کو چوس کر گذارہ کر لیتا تھا جس پر گوشت کا ذرا سا ریزہ باقی نہ رہ گیا ہو۔

جیسا بیان کیا گیا ہے۔ وہ رات کا کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ کہ کمرہ کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور مسز ڈبسبر داخل ہوئی۔

"کیوں، لیس چلی گئی کیا؟" مسٹر بالرڈ نے دوسری خادمہ کا نام لے کر پوچھا۔

"جی ہاں چلی گئی۔" عورت نے بلند آواز سے جواب دیا۔ کیونکہ جیسا بیان کیا گیا ہے مسٹر بالرڈ معمولی آواز نہ سن سکتا تھا۔ "کم بخت شکائت کرتی تھی۔ کہ میں نے اسے رات کے کھانے کے لئے کافی روٹی اور پنیر نہیں دیا۔"

"آہ مسز ڈبسبر تم بہت نیک عورت ہو۔" مسٹر بالرڈ نے خوش ہو کر کہا۔ "امور خانہ داری میں کفایت سے کام لینا عورت کا جوہر ہے۔ مگر تمہارے اندر یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے تم بہت عرصہ پیشتر میرے پاس نہ آگئیں۔ ورنہ بجز اکتنی بچت ہو جاتی!"

"سرکار میں تو ہمیشہ انتہائی کفائت کے لئے کوشش کرتی ہوں۔" خادمہ نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجہ لیکن مودبانہ انداز سے کہا۔ "اور چونکہ میرا خیال ہے کہ وہ عورت جس کا آپ کو کئی دن سے انتظار تھا آج رات بھی نہ آئے گی۔ اس لئے میں نے کمرہ نشست کی آگ بھی بجھا دی ہے۔"

"معلوم نہیں وہ اب تک کیوں نہیں آئی" بالرڈ نے انداز حیرت سے کہا۔ "اس نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ بہت جلد آپ سے ملوں گی۔ اسی روز سے میں نے بیٹھک میں آگ جلوانے کا انتظام کر دیا ہے۔ اور گھر میں کھانے کا سامان بھی زائد لا رکھا ہے۔ کیونکہ اسے ایک دو روز قیام کرنے کے لئے بہر حال کہنا پڑے گا۔"

"آپ دانا ہیں۔" عورت نے جواب دیا "لیکن میں اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ آپ اس عورت مسز رینر کے متعلق ناحق اتنا خرچ برداشت کر رہے ہیں۔"

"واقعی تم ٹھیک کہتی ہو۔" وکیل نے جواب دیا۔ "مگر میں سمجھتا ہوں مجموعی طور پر مجھے اس میں نقصان کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ جب بروقت میں نے اس کا روپیہ اس کے حوالہ کیا۔ تو وہ بھی ضرور کچھ نہ کچھ سمجھتا نہ دے گی۔ پس مسز ہیبر، اخلاق بھی گھاٹے کا سودا نہیں۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ میں جو چند شلنگ صرف کر رہا ہوں ان کے عوض مجھے سود کی غیر معمولی رقم ملنے والی ہے۔" اور اتنا کہہ کر عمر رسیدہ بخیل نے خوشی سے ہاتھ ملنے شروع کیے۔

"لیکن کیا عجب کہ اخباروں نے جس نامعلوم عورت کے حادثہ ریل میں ہلاک ہونے کا حال لکھا ہے وہی مسز رینر ہو۔" مسز ہیبر نے کہا۔

"غالباً ایسا نہ ہوگا۔" وکیل نے جواب دیا۔ "کیونکہ مسز رینر کے پاس وہ کاغذات ضرور رہے جنہیں وہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہوگی۔ اور ان کاغذات سے اس کی شخصیت معلوم کرنا دشوار نہ ہوتا۔ حالانکہ جس عورت کا حال اخباروں میں درج ہوا ہے۔ اس کے پاس کسی طرح کے کاغذات نہیں نکلے۔"

"میں آج اپنے دوستوں کے ملنے ذرا سی سیر شراب خریدنے گئی۔ تو وہاں کلوا کے لڑکے نے مجھے اخبار دیکھنے کے لیے دیا تھا۔ اُسے پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ لاش اب تک پہچانی نہیں گئی۔ اور نہ کسی نے اس سے رشتہ ظاہر کیا ہے۔" خادمہ نے کہا۔

"ہاں مگر اس طرح کے حادثوں میں جب چہرہ کی ساخت بالکل ہی بگڑ گئی ہو۔ تو کسی کو پہچاننا سہل نہیں ہوتا۔" پالمر نے کہا۔ "اس کے باوجود اگر مسز رینر ایک دو روز تک نہ آئی۔ اور نہ اس کی طرف سے کوئی خط موصول ہوا۔ تو ناچار یہی سمجھنا پڑے گا۔ کہ یہ گمنام عورت ریل کے حادثہ میں ہلاک ہوئی۔ وہ وہی تھی۔"

"بالفرض ایسا ہو تو؟" عورت نے استفہامی لہجہ میں کہا۔

"تو۔ اگر واقعی وہ ہلاک ہوگئی ہے۔" پالمر نے جواب دیا۔ "تو پھر مجھے اس کے متوفی شوہر کے رشتہ داروں کو تلاش کرنا پڑے گا۔ کہ اس کا روپیہ ان کے حوالہ کر دوں۔ کیونکہ اس کا اپنا تو کوئی رشتہ دار نہ تھا۔"

"دیکھئے کیا دیانتداری ہے!" مسز ہیبر نے تعریفی لہجہ میں کہا۔ "سرکار اصل یہ ہے کہ میں نے آپ کی جیسی نیک نامی اور پول میں آکر سنی تھی۔ اس سے دس گنا زیادہ یہاں رہ کر دیکھ لی۔ سچ پوچھئے تو اسی

وجہ سے مجھے آپ کی ملازمت اوروں پر قابل ترجیح معلوم ہوئی تھی "

"مسز ویبر اطمینان رکھو کہ یہ روپیہ جائز طریق پر ہی صرف کیا جائے گا" تجوری کی طرف نظر ڈال کر اس نے کہا۔ "وہ اسی میں رکھا ہوا ہے . . . لیکن جلدی ہی اس خیال سے رک گیا۔ کہ تجوری کا راز تو میں نے آج تک کسی پر ظاہر نہ کیا تھا۔ یہ آج کیا حماقت ہوئی کہ میں نے خادمہ سے اس کا ذکر کر دیا چنانچہ بات بنا کر کہنے لگا "میرا مطلب یہ تھا کہ اس کا روپیہ فوراً حاصل کر لیا جائے گا۔ کیونکہ اس جگہ تو وہ یقیناً نہیں ہے۔ میں نے اسے بنک میں جمع کرا رکھا ہے۔"

"جی ہاں بے شک" مسز ویبر نے جلدی سے کہا "یہ تو میں پہلے ہی جانتی ہوں۔ کہ نقد روپیہ کی جو کھم آپ کو ناپسند ہے۔ اور میں تو ایلیس کو اور ان دوکانداروں کو بھی جن کے ہاں سے سودا آتا ہے ہمیشہ یہی کہتی ہوں کہ مسٹر ہارڈ کے پاس نقدی کی قسم سے کچھ بھی موجود نہیں۔"

"مسز ویبر تمہارا یہ خیال بالکل صحیح ہے۔" بڈھے کنجوس نے جس کی آنکھیں اس بیان سے بوجہ اطمینان چمک گئی تھیں کہا "میرے خیال میں بہت تو کیا گھر میں پانچ شلنگ بھی تو حاضر نہیں ہیں" اور یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے تین سکے نصف پنس کے۔ ایک چار پنس کا اور ایک ڈیڑھ شلنگ کا نکال کر ہتھیلی پر رکھ لیا جس سے بظاہر اسے اپنے بیان کی مکمل تائید منظور تھی۔

لیکن مسز ویبر نے معاملہ کو طول نہ دیتے ہوئے کہا "کیوں جناب آپ کو اس عورت مسز رینر سے ملے غالباً بہت مدت ہوئی ہوگی؟"

"میرے خیال میں دس سال سے کم کیا عرصہ ہوا ہے" مسٹر ہارڈ نے جواب دیا "تب وہ محض ایک خورد سال لڑکی تھی۔ مگر میں نے سنا ہے کہ جوان ہو کر وہ بہت خوبصورت عورت نکلی۔ چونکہ اس عمر میں انسان کی صورت میں بہت سی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اب تو شائد میں اسے پہچان بھی نہ سکوں۔ پس میں نے اُسے شناخت کی غرض سے تمام ضروری کاغذات ساتھ لانے کو لکھ دیا تھا۔ چونکہ یہ کاغذات ضرور اس کی جیبوں میں یا بکس کے اندر رہوں گے اور ان کی بنا پر اسکی پہچان ذرا بھی مشکل نہ ہوگی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ نامعلوم الاسم عورت جو حادثہ ریل میں ہلاک ہوئی لوئیسا رینر نہ تھی وہ ہوتی تو اسے ان کاغذات کی مدد سے فوراً شناخت کر لیا جاتا۔"

اس قدر گفتگو کے بعد مسز ویبر کمرہ سے رخصت ہوئی۔ مگر باورچی خانہ یا اپنے کمرہ میں جانے کی بجائے مکان کے عقبی دروازہ کی راہ سے نکلکر چھپارٹے کے صحن میں چلی گئی۔ یہاں چاروں طرف بلند دیوار اور ایک جانب گلی میں جانے کا دروازہ تھا جس وقت مسز ویبر اس دروازہ میں کھڑی تھی۔ ایک آدمی

جو گلی میں کسی جگہ چھپا ہوا تھا۔ اس کے پاس آیا۔ وہ دونوں چپ چاپ صحن میں داخل ہوئے۔ پھر دروازہ کو بڑی احتیاط سے بند کر کے اس شخص نے دبی آواز میں مسز وہیر سے کہا۔

"کیوں کیا خبر لائی ہو؟"

"سنو بارنے۔ خبریں سب اچھی ہیں۔" عورت نے جواب دیا۔ "میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس شخص کی تجوری میں بے شمار خزانہ بھرا رکھا ہے۔ ۔ ۔"

"شاباش۔ میں تمہاری ہوشیاری کی داد دیتا ہوں۔" بارنے عرف برک نے تعریفی انداز سے کہا۔ "تم پہلے ہی کہہ رہی تھیں کہ بڈھے کا سب روپیہ مکان پر ہے۔ خیر اب اس کا یقین ہو گیا۔ پھر کیا یہ کام آج ہی رات کیا جائے گا؟"

"اور کیا۔ آج نہیں تو کب؟"

"مگر وہ عورت آ گئی کیا؟"

"نہیں۔ ابھی تک نہیں آئی۔ اور اسی لئے میرے خیال میں یہ کام آج رات ہو جانا چاہیے"

"بس تو ہو جائے گا۔" برک نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "تم اچھی طرح جانتی ہو ساری رکاوٹ تمہاری پیدا کی ہوئی تھی۔ ورنہ محض تمہاری وجہ سے میں اور بل سکاٹ کئی دن سے یہاں بے کار وقت ضائع کر رہے تھے۔"

"مگر دیکھو بارنے۔ میرا تامل بے جا نہ تھا۔" مسٹر ہالڈ کی خطرناک خادمہ مسز وہیر نے کہا۔ "سب سے اول یہ تحقیق کرنا لازم تھا کہ خود روپیہ مسٹر ہیڈ کو واڈ کا ہے۔ وہ گھر میں موجود بھی ہے یا نہیں ہاں"

"ہاں مگر اس کے ساتھ یہ خطرہ بھی تو ہر وقت لگا ہوا تھا کہ معلوم نہیں وہ عورت مسز رینکس وقت آ کر روپیہ لے جائے اور ہم منہ دیکھتے ہی رہ جائیں۔" برک نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔ "تمہیں شاید اس صورت میں بھی کتنا افسوس ہوتا۔"

"بارنے تم کیا بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔" مسز وہیر نے کسی قدر خفا ہو کر کہا۔ "میں کہتی ہوں جب تک یہ معلوم نہ تھا کہ روپیہ رکھا کہاں جاتا ہے۔ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا حماقت تھا۔"

"چلو میں ہارا۔ تمہارا ہی فیصلہ درست سہی" مسٹر بارنے نے معاملہ کو ختم کرنے کی غرض سے کہا۔ "اتنا شکر ہے کہ اب اس کام میں زیادہ وقت صرف نہ ہوگا۔ اور چونکہ امر بحث طلب یہی تھا اس لئے اب اس پر زیادہ جھگڑنے کی حاجت نہیں۔ میرے نزدیک یہ معاملہ سب سے افضل رہا۔"

غور کرو کہاں لورپول۔ کہاں لندن۔ وہ تو محض اتفاق سے جیک سٹرلے کا یہاں آنا ہو گیا۔ اور اس نے کسی سے سن لیا کہ اس بڈھے کنجوس کو ایک خادمہ عورت کی ضرورت ہے۔ ہم نے کہا تو اس کرایہ کے واقعہ کے بعد یہ کام خوب ہوگا جیک نے بتا دی کہ تمہیں بہت سی فرضی اور جعلی سندات خود تیار کر کے دیدیں جنہیں اس بیوقوف بڈھے نے اصلی سمجھ کر رکھ لیا۔ ۔ ۔"

"خیر اب ان گذری ہوئی باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل ہے" مسٹر ببیر نے قطع کلام کر کے کہا" اب تم جا کر بل سکاٹ کو تیار کرو کہ سب کام وقت پر ہو جائے۔"

"بل کو تیار کرنے کی ایک ہی کہی" یار نے عرف بر کرنے نے ہنس کر کہا" وہ تو ہم سب سے زیادہ تیار ہے۔ اس کے لیے یہ کام اتنا ہی معمولی ہے۔ جیسے کھانا کھانے کے لیے بیٹھ جانا۔"

چند منٹ کی اور گفتگو کے بعد دونو ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ مگر جس وقت ہارنے عقبی دروازہ کی راہ سے باہر نکل رہا تھا۔ اسے کوئی چیز پاس سے گذر کر رات کی تاریکی میں غائب ہوتی معلوم ہوئی۔ اور اس کے ساتھ کپڑوں کی سرسراہٹ بھی جیسی زنانہ لباس کی حرکت سے پیدا ہوا کرتی ہے سنائی دی۔ مگر چونکہ ہر طرف اندھیرا تھا۔ اس لیے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود وہ کسی کو پہچان نہ سکا۔ یکایک وہ اس خیال سے گلی میں تیز چلنے لگا۔ کہ جو شخص گذرا ہے۔ اس کے پاس پہنچ جاؤں۔ مگر بہت دور چلنے کے باوجود کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو ناچار یہی سمجھا کہ یا مجھے دھوکا ہوا ہے۔ یا ہمسایہ کا کوئی آدمی کسی کام کے لیے نکلا ہوگا۔ اور اب پھر اپنے مکان میں چلا گیا ہے۔ بہر صورت اس نے اس واقعہ کو خاص اہمیت نہ دی۔ گو پھر بھی اس کی وجہ سے دل میں ایک قسم کی تشویش سی لگی رہی۔ اسی لئے اس شراب خانہ کی طرف جانے سے پہلے جہاں اس کا شاگرد رشید بل سکاٹ انتظار میں تھا۔ وہ قریباً پاؤ گھنٹہ گلی میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ مگر جب کوئی نیا واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ نہ کوئی ایسی بات پیش آئی جس سے اس کے شبہات کو تقویت ہوتی۔ تو انجام کار آہستہ آہستہ اس شراب خانہ کی طرف جاتے ہوئے اس نے اپنے دل سے کہنا شروع کیا "میرے خیال میں فکر مند ہونے کی بات نہیں۔ دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ وہ کوئی بھوت تھا۔ جس کے متعلق یاروں کے دل میں ذرا بھی خوف نہیں۔ یا کوئی آدمی چھپ کر ہماری گفتگو سن رہا تھا جسے میں قابل تسلیم نہیں سمجھتا۔ بس ضرور وہ کوئی خادمہ تھی جو شراب لینے دوڑی جا رہی تھی۔ اور ان میں سے بعض واقعی بہت تیز دوڑتی ہیں۔"

ہر کر کو اس طرح کے خیالات میں محو شراب خانہ کی طرف چلتا چھوڑ کر ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس

عرصہ میں مسٹر انیتھنی پالرڈ کے مکان پر کیا واقعات ہوئے۔

جس وقت مسز ویبیر عقبی صحن میں داخل ہوئی تھی۔ عین اس موقعہ پر کسی نے مکان کے صدر دروازہ پر دستک دی جب مسٹر پالرڈ نے دیکھا۔ کہ مسز ویبیر دروازہ کھولنے نہیں گئی۔ تو اس نے سمجھا وہ کسی کام میں مصروف ہوگی۔ پس وہ خود یہ معلوم کرنے کے لئے چلا۔ کہ دروازہ پر کون ہے شمع ہاتھ میں لیکر وہ ڈیوڑھی کی طرف گیا۔ دروازہ کھولا تو معلوم ہوا ایک طویل القامت جوان اور خوش پوش عورت کھڑی ہے۔ اسے دیکھ کر فوراً خیال ہوا کہ مسز ریبز ہوگی۔ مگر چونکہ محتاط آدمی تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔ کہ گفتگو کا سلسلہ نووارد عورت کی طرف سے شروع ہو۔

"مسٹر پالرڈ" عورت نے جو حقیقت لیٹس ہاڈ نے تھی۔ گو اس وقت اس نے اپنے آپ کو اوفیسا ریبز بنا رکھا تھا۔ کہا "آج ایک عرصہ دراز کے بعد آپ کا نیاز حاصل ہوا ہے..."

"کون لوئیسا!" عمر رسیدہ بخیل نے جلدی سے کہا۔ اور پھر لیٹس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ "آؤ۔ میں کئی روز سے تمہارا منتظر تھا۔ مگر کیا وجہ ہوئی۔ کہ تم نے اتنی دیر کی؟ مہربانی سے ذرا اونچا بولو کہ مجھے کم سنائی دیتا ہے۔"

"مسٹر پالرڈ ریل پر ایک حادثہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے مجھے دیر ہوئی۔" لیٹس نے بلند آواز سے جواب دیا۔

"کیا کہا ریل پر؟"

"جی ہاں جس ٹرین پر میں سوار تھی۔ وہ پٹڑی سے اتر گئی۔ کئی آدمی ہلاک ہوئے۔ اور بہتوں کو زخم آئے۔"

"مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔" مسٹر پالرڈ نے کہا۔ "فی الحقیقت میرا خیال تھا۔ تم اسی ٹرین میں سوار ہو۔ اور چونکہ ہلاک شدگان کی فہرست میں ایک نامعلوم الاسم عورت بھی شامل تھی۔ اس لئے تمہاری نسبت تشویش ہوئی۔ مگر شکر ہے۔ خدا نے تم کو محفوظ رکھا۔ عرصہ دراز کے بعد میں پھر تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آؤ بیٹھک میں آجاؤ۔" مگر جب وہ اسے لے کر وہاں گیا۔ تو مضطرب ہو کر کہنے لگا۔ "اوہ! خادمہ نے آگ بھی تو نہیں جلائی۔" حالانکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس جگہ کی آگ خود اس نے کہہ کر بجھوائی تھی۔

"مسٹر پالرڈ۔ میری وجہ سے کسی طرح کا تکلف نہ کیجئے۔" لیٹس نے کہا۔ "خود مجھے اس بات کی ندامت ہے کہ آپ کو بے وقت تکلیف دی۔ مگر چونکہ میں اس شہر میں پہنچتے ہی سب سے اول آپ کی خدمت میں حاضر

ہوناضروری تھا۔ اس لئے سیدھی اسی طرف چلی آئی۔ میں ابھی ابھی ٹرین سے اتری ہوں۔۔۔"

"خیر تو ماحضر تناول کیجیے۔" مسٹر پالرڈ نے گھنٹی کی رسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔ اس کی تکلیف نہ کیجیے۔" لیٹس نے جواب دیا۔ "میری طبیعت حادثہ کی وجہ سے اب تک ناساز ہے۔ اور آج کے سفر نے اور بھی تھکا دیا ہے۔ آپ کی خدمت میں آداب بجا لانے کے بعد اب میں کسی ہوٹل میں جاتی ہوں۔ رات وہیں ٹھیروں گی اور صبح جس وقت آپ حکم دیں حاضر خدمت ہو جاؤں گی۔"

"میری خواہش تھی کہ تم ایک دو روز میرے مکان پر ٹھیرو۔" پالرڈ نے کہا۔ "اسی خیال سے میں نے تمہارے لئے خوابگاہ تیار کرا دی تھی۔ جو وہی ہے۔ جس میں تم دس سال پہلے سویا کرتی تھیں۔"

"اس عنایت کے لئے میں تہ دل سے آپ کی ممنون احسان ہوں۔ اور میری طرف سے کسی معاملہ میں آپ کی رائے کی خلاف ورزی ناسپاسی میں داخل ہو گی۔" لیٹس نے جواب دیا۔ "مسٹر پالرڈ آپ نے والد مرحوم کی امانت کو جس خوش اسلوبی سے محفوظ رکھا اور جس باقاعدگی سے آپ مجھے اس کا سود ادا کرتے رہے۔ اس کا صحیح شکریہ ادا کرنا میرے لئے قطعاً غیر ممکن ہے۔۔۔"

"میرے خیال میں جو کچھ میں نے کیا وہ ایک فرض تھا جس کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔" پالرڈ نے کہا۔ "بہرحال مجھے اس کا اطمینان ہے کہ میں نے اس امانت کو محفوظ رکھا۔ اور ایک موقعہ پر جب تم نے میری منشا کے خلاف کیا۔ تب بھی میں نے کسی طرح کی ملامت نہیں کی۔۔۔"

"صاحب مہربانی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیجیے۔" لیٹس نے رومال آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "اس سے میری روح کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔"

"بے شک عزیزوں کی موت سانحہ سے کم نہیں ہوتی۔" عمر رسیدہ جنٹل نے کہا۔ "بہرحال ایک دو روز تو ضرور یہاں ٹھیرو۔ چونکہ بچپن میں میرے پاس رہی ہو۔ اس لئے اب عرصہ دراز کے بعد دوبارہ مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں نے سنا تھا جوان ہو کر تم بہت خوبصورت ہو گئی ہو۔ میں خوش ہوں کہ یہ اطلاع غلط ثابت نہیں ہوئی۔ بہرحال دس سال کے عرصہ طویل نے تمہاری اگلی صورت بالکل ہی بدل دی ہے۔ یہاں تک کہ تمہارا نام جاننے کے بغیر یقیناً تمہیں پہچاننا مشکل ہوتا۔ اس کے باوجود غور سے دیکھا جائے تو وہی بال۔ وہی آنکھیں۔ وہی چہرہ اور خط و خال کی موزونیت بھی وہی ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ اثر شباب نے ہر چیز میں خوشنمائی پیدا کر دی ہے"

یہ الفاظ کہتے ہوئے اینتھنی پالرڈ لیٹس راڈنے کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ گو اس کی

نگاہ یا انداز سے کسی طرح کے شک و شبہ کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ مگر دوسری جانب بیٹس را وشنے کو
موجودہ چال قائم رکھنے میں پوری کوشش سے کام لینا پڑا۔ بہرحال وہ چونکہ پہلے سے اس
امتحان کے لئے تیار تھی۔ اس لیے اس موقعہ پر اس نے ذرا بھی اضطراب ظاہر نہیں کیا۔ اور جب
بڈھے کنجوس نے اس کی خوبصورتی کی تعریف کی تو شرما کر مسکرانے لگی۔ اور اس وقت اس کے
چہرہ پر جو سرخی نمودار ہوئی وہ ان اثرات اضطراب کے لئے جو اس پر ظاہر ہونے لگے تھے بہت
اچھا پردہ ثابت ہوئی۔ اور اس نے جلد ہی یہ معلوم کر لیا کہ اس شخص کے دل میں اس کی نسبت
کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔

"ابھی ہم ریل کے حادثہ کا ذکر کر رہے تھے" مسٹر ہارپر ڈنے دفعتاً کہا۔ "اور اب میں اس سلسلہ
میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ تمہاری ہلاکت کی نسبت میرے دل میں جو اندیشہ پیدا ہوا۔ وہ نہایت خفیف
تھا۔ کیونکہ جس عورت کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اس کی لاش پہچانی نہیں گئی۔ اس کے پاس
سے کسی طرح کے کاغذات برآمد نہیں ہوئے۔"

"حالانکہ اگر میں ہوتی۔ تو اس قسم کے کاغذات ضرور نکلتے" بیٹس نے مسکرا کر کہا۔ پھر
جیب سے ایک چھوٹا سا پلندہ نکال کر اس نے کہا "اس میں سب ضروری کاغذات موجود ہیں مہربانی
سے فرصت میں ان کو ملاحظہ کیجئے گا۔"

"کیوں مگر تمہارا اسباب کہاں ہے؟" وکیل نے پوچھا۔
"میں اسے ریلوے سٹیشن پر ہی چھوڑ آئی تھی" بیٹس نے جواب دیا۔ "ارادہ تھا۔ آپ سے
کسی ہوٹل کا پتہ دریافت کروں گی۔ مگر آپ چونکہ از راہ عنایت میری میزبانی قبول فرماتے ہیں اس
لیے میں جا کر اسباب لے آتی ہوں۔"

"نہیں نہیں میں تمہیں رات کو باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔" مسٹر ہارپرڈ نے
کہا "تمہارا اسباب سٹیشن پر محفوظ ہے۔ میں کل صبح کسی کو بھیج کر منگا لوں گا۔ سردست اگر تمہیں اس
کمرہ میں سردی نہ لگتی ہو۔ تو آؤ یہیں بیٹھ کر تھوڑی دیر باتیں کریں۔ اسی سلسلہ میں میں تمہارے
کاغذات بھی دیکھے لیتا ہوں۔ اس سے صبح کا وقت بچ جائے گا۔ اور کل تمہارے لئے اتنا ہی کام
ہوگا کہ دستاویز پر دستخط کر کے روپیہ وصول کر لو۔"

اتنا کہہ کر عمر رسیدہ شخص نے اس پلندہ کو کھولا۔ اور عینک لگا کر سب کاغذات یکے بعد
دیگرے دیکھنے شروع کئے۔ ساتھ ساتھ کہتا گیا۔

"اچھا یہ سند ولادت ہے۔ بے شک میں اسے پہچانتا ہوں … اور یہ شادی کی سند ہے۔ جو بالکل درست معلوم ہوتی ہے … آہ! یہ کاغذ تمہارے بدنصیب شوہر کے انتقال کے متعلق ہے۔ اچھا ہوا تم سب کاغذات لے آئیں … خوب! یہ وہ خطوط ہیں جو میں نے مختلف اوقات میں تمہارے نام لکھے تھے۔ یہ سب تمہارے پاس محفوظ تھے۔ اور یہ فرانسیسی پروانہ راہداری ہے۔ ٹھیرو میں ذرا حلیہ دیکھ لوں۔ بال بھورے۔ آنکھیں نیلی۔ قد لمبا۔ بدن چھریرا۔ بس ٹھیک ہے۔ تم ان کاغذات کو اپنے پاس ہی رہنے دو۔ شاید انہیں دیکھنے کی حاجت نہ تھی۔ بہرحال ضابطہ پورا کرنا لازم تھا"

"بے شک" لیش نے اس بارہ میں مطمئن ہو کر کہا۔ کہ امتحان کی پہلی کڑی منزل تو بخیریت طے ہو گئی۔ "ایک کاروباری آدمی کی حیثیت میں ایسا کرنا آپ کا فرض تھا۔ اور اب چونکہ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ اسلئے اگر آپ اجازت دیں تو آرام کروں گی۔"

مسٹر پارڈ نے گھنٹی بجائی۔ جس کی آواز سن کر مسز ویبر جو اس عرصہ میں بڑکر کی ملاقات سے فارغ ہو چکی تھی۔ کمرہ میں داخل ہوئی۔ اسے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ایک جوان عورت مسٹر پارڈ کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے فوراً اندازہ کر لیا کہ یہ مسز ریبنز ہی ہو گی۔ چنانچہ جلدی ہی رفع اضطراب کر کے اس نے اس قسم کا متبسمانہ انداز اختیار کر لیا۔ گویا اسے اس کی آمد کا پہلے سے انتظار تھا۔

اتنے میں بڈھے نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "یہی مسز ریبنز ہیں۔ ان کے آجانے سے ہر قسم کے اندیشے جو ہمارے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ رفع ہو گئے۔ تم مہربانی سے انہیں ان کے کمرہ میں لے جاؤ۔ ڈیئر! شب بخیر"

لیش نے سلام کا جواب دیا۔ اور مسز ویبر کے ساتھ کمرہ سے رخصت ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد مسز ویبر یہ دریافت کرنے کے لئے مسٹر پارڈ کے پاس واپس آئی کہ اب میرے لئے کوئی اور کام تو نہیں ہے؟ اور جب بخیل نے بصورت انکار جواب دیا۔ تو وہ بھی آرام کرنے کے بہانے سے رخصت ہوئی۔

باب ۳۹
ایک ڈرو وطرث

رات کے ۱۰ بجے تھے کہ مسٹر پارڈ خوابگاہ میں داخل ہوا۔ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس کا سارا خزانہ

اسی کمرہ میں دفن تھا۔ اسے اگلے دن صبح کو تین ہزار پونڈ کی رقم سے دست بردار ہونا تھا۔ اور گو یہ روپیہ اس کا اپنا نہیں تھا۔ اور وہ اس کی واپسی کے لئے بھی ہر طرح آمادہ تھا۔ تاہم ایک مسلمہ بخیل کی حیثیت میں اتنی بڑی رقم اپنے قبضہ سے نکال کر دینا اس کے لئے صدمہ جانکاہ سے کم نہ تھا۔ کم از کم اس روپیہ کی موجودگی اس کے لئے دماغی تفریح کا ذریعہ تو تھی۔ وہ اسے دیکھ کر خوش تو ہو لیتا تھا۔ اس کے باوجود اس کی نیت میں فرق نہ تھا۔ چنانچہ جس روز مسز رینیر نے سن بلوغ حاصل کیا۔ اسی دن اس نے تین ہزار پونڈ کی رقم بنک سے نکلوا کر اپنی تجوری میں رکھ لی تھی۔ اس رقم کا بڑا حصہ زر نقد کی صورت میں تھا۔ باقی نوٹوں کی صورت میں۔ خوابگاہ میں داخل ہو کر اس نے روپیہ کو تجوری سے نکالا۔ اور میز کے پاس بیٹھ کر اسے ایک ایک پونڈ کر کے گننے لگا۔ اپنی مسلمہ دیانت کے باوجود یہ خیال اس کیلئے بہرحال روح فرسا تھا کہ یہ رقم کل میرے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ امر باعث تسکین بھی تھا۔ کہ میں نے اس روپیہ کے متعلق اپنے فرض کو اچھی طرح پورا کیا ہے دن میں دسویں مرتبہ اس نے پھر ایک بار اس روپیہ کو گننا شروع کیا۔ نہ اس لئے کہ اس میں کمی بیشی کا شک تھا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ طلائی سکوں کو ایک ایک کر کے ہاتھ میں لینے سے اس کی روح کو تسکین ہوتی تھی۔ آخری بار سے پہلے ایک مرتبہ اس روپیہ کو مس کرتے سے قلب و دماغ کو سکون ہوتا تھا۔۔ آخری بار سے پہلے اس لئے کہ ادائیگی کے وقت اسے پھر ایک بار گننا لازم تھا۔ جس کے بعد یہ امانت ہمیشہ کے لئے اس کی تحویل سے نکل جائے گی۔

دوسری طرف جب مسز ویبر شب بخیر کہہ کر اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ تو زینہ پر زور زور سے پیر رکھ کر چلتی تھی۔ اور اپنے کمرہ میں پہنچ کر اس نے دروازہ کو بھی بڑے زور سے بند کیا۔ کیونکہ وہ اس ذریعہ سے اس عورت کو جسے وہ مسز رینیر سمجھتی تھی۔ اس بات کا یقین دلانا چاہتی تھی کہ میں اپنے کمرہ میں پہنچ گئی ہوں۔ وہاں جا کر اس نے جیب سے ایک پرانی چاندی کی گھڑی نکالی اور اسے ہاتھ میں لئے وقت کی رفتار کو بغور دیکھتی۔ قریباً پاؤ گھنٹہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اگر اس وقت اس کے دلی خیالات جانے جا سکتے تو معلوم ہوتا کہ وہ اپنے آقا کی عادات سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور اپنی ملازمت کے عرصۂ قلیل میں ہی اس نے ہر قسم کی ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ مگر یہ بات اس وجہ سے باعث حیرت نہیں کہ اس نے یہ ملازمت ایک مدعائے خاص کے لئے اختیار کی تھی۔ اور اس مدعا کے حصول کے لئے عمر رسیدہ بخیل کی عادات و اطوار سے پورے طور پر خبردار ہونا لازم تھا۔

چنانچہ وہ اپنے دل سے کہنے لگی۔ "وہ ابھی آدھ گھنٹہ اور جاگے گا۔ اور سونے سے پہلے حساب کی کتابوں کی جانچ اور ان میں ضروری اندراج کرے گا۔ ٹھیک سوا دس بجے میں بارنے اور بل سکاٹ کو دروازہ کھول دوں گی جس کے بعد پاؤ گھنٹہ میں سب کام سرانجام پا جائے گا۔ اگر یہ کم بخت مسز رینز کہیں سے آمری ہے تو کیا ہوا ہمیں اپنا کام بہرحال کرنا ہوگا۔"

اس طرح کے خیالات سوچتی ہوئی مسز ویبیر گھڑی کی سوئی کو بڑے غور سے دیکھتی رہی اور نہ آخر جب وقت دس بج کر بارہ منٹ ہوئے۔ تو اس نے جوتا اتار کر بغل میں لے لیا اور چپ چاپ دروازہ کھول کر آہستگی زینہ کی راہ سے نیچے اترنے لگی۔ کیا مجال اس کے قدموں کی چاپ سے ذرا بھی آواز پیدا ہوئی ہو۔ یا لیبٹس راڈنے کے کمرہ کے پاس سے گذرتے وقت کپڑوں کی ذرا سی سرسراہٹ بھی سنائی دی ہو۔ مزید احتیاط کے لئے اس نے شمع بھی ہاتھ میں نہیں لی۔ اور اس طرح کسی خبیث روح کی مانند تاریکی میں چپ چاپ بڑی آہستگی سے چلتی نیچے کی طرف اترتی گئی۔ نچلی منزل پر پہنچکر اس نے پہلے دروازہ کے سوراخ کی راہ سے سٹر مالپڈ کی خوابگاہ میں دیکھا۔ پھر اس کے بعد باورچی خانہ کی طرف چلی۔ بڑی احتیاط کے ساتھ عقبی دروازہ کھول کر اس نے پھر جوتا پہن لیا۔ اور صحن میں نکلی صحن کے سرے پر گلی کی طرف جو دروازہ تھا۔ اسے کھول کر اس نے دو شخصوں کو جو پاس ہی چھپے کھڑے تھے۔ اندر داخل کیا۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ یہ بارنز اور اس کا شاگرد رشید بل سکاٹ تھے۔ مسز ویبیر انہیں اپنے ساتھ باورچی خانہ میں لے گئی۔ اور وہاں دیا سلائی جلاتے ہوئے اپنی انگلی ہونٹوں پر رکھ لی۔ جس سے ان دونوں کو محتاط رہنے کا اشارہ کرنا مطلوب تھا۔

پھر نہایت دبی ہوئی آواز سے کہنے لگی "وہ عورت آگئی ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو احتیاط کرنا۔"

"مگر کم بخت بڈھے نے کہیں اس کا روپیہ تو ادا نہیں کر دیا؟" بارنے نے گھبرا کر پوچھا۔

"نہیں اس کی فکر نہ کرو۔" مسز ویبیر نے جواب دیا۔ "ابھی اس کو بعض کاغذات پر دستخط کرنے میں اور ہم اس سے پہلے ..."

"میں سمجھا!" بارنے نے اور بھی زیادہ خوفناک انداز اختیار کرکے جواب دیا۔ "اب وہ کیا دستخط کریگی یا دہ کرائے گا۔ مگر ایک بات میں پوچھتا ہوں۔ کیا اس کام کے ختم ہوتے ہی تم یہاں سے رخصت ہو جاؤ گی؟"

"کیوں نہیں۔" مسز ویبیر نے جلدی سے کہا۔ "ہم لوگ روپیہ تقسیم کرکے مختلف رستوں سے روانہ

ہو جائینگے - اور میں گو بوڑھی ہوں - مگر اطمینان رکھو کہ رات بھر چل کر کل جس طرح بھی ممکن ہوگا - لندن پہنچ جاؤں گی ۔"

"پھر بھی اس واقعہ کے بعد شور وغل بہت ہوگا" برکر نے کہا۔ "اس لئے خبردار یہاں سے جا کر جیک سمڈلے کے مکان پر نہ ٹھیرنا - وہاں گئیں تو ضرور پکڑی جاؤ گی۔"

"میرا ارادہ کب وہاں جانے کا ہے ؟" عیار عورت نے جواب دیا "میں یہاں سے چل کر سیدھی فرانس جاؤں گی - اور دوبارہ عمر بھر انگلستان میں نہ آؤں گی - مگر اس طرح باتوں میں وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں - اب کام شروع کرنا چاہیئے ۔"

"اوزار میرے پاس ہیں - اور ہم ہر طرح تیار" برکر نے دانت نکال کر کہا - اور اس کے ساتھ ہی ایک جیب سے لمبا سا خنجر اور دوسری سے پستول نکال کر دکھایا - اور اس کے ساتھ ہی بل سکاٹ نے بھی دو پستول نکال لئے - پھر جلدی ہی برکر نے پستول کو جیب میں رکھتے ہوئے خنجر کی تیز دھار پر انگوٹھا لگا کر کہا - "مگر اصلی کام تو اس کی مدد سے ہوگا ۔"

"بس تو چلو" مسز ویبر نے کہا "مگر دیکھو - اگر مسٹر ہیرنے کوئی آواز سن لی - یا بڈھے کو مقابلہ کرتے سن کر شور وغل مچانا شروع کیا . . ."

"تو پھر اس کو بھی شامل کر لیا جائے گا" برکر نے تندی سے کہا -

مسز ویبر نے سر کو حرکت دے کر اظہار پسندیدگی کیا - پھر کچھ سوچ کر کہنے لگی "زینہ سے اتر کر میں نے ہالرڈ کے کمرہ میں دیکھا - تو معلوم ہوا - وہ دروازہ کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا تھا - اگر اب بھی اسی حالت میں ہو - تو ہمارا کام سہل ہوگا - کیونکہ بہرہ ہونے کی وجہ سے اُسے دروازہ کھلنے کی آواز بالکل سنائی نہ دے گی - پھر بھی احتیاطاً تم دونوں آدمی جوتا اتار لو - تو اچھا ہے ۔"

برکر اور بل سکاٹ نے فوراً اس مشورہ پر عمل کیا - اور مسز ویبر شمع ہاتھ میں لئے ان کے آگے آگے باورچی خانہ سے نکلی - اس برآمدہ میں پہنچ کر جہاں مسٹر ہالرڈ کی خوابگاہ کا دروازہ تھا - اس نے شمع کو زینہ پر رکھ دیا - اور پھر ایک بار دروازہ کے سوراخ کی راہ سے اندر دیکھا - جب اس کے بعد اس نے ساتھیوں کی طرف منہ کیا - تو وہ اس پر اطمینان کی شیطانی جھلک دیکھ کر جان گئے کہ موقعہ خوب ہے -

مسز ویبر نے احتیاط کے ساتھ دروازہ کو آہستگی کھولا - اور سیاروں نے اور بل سکاٹ نے دیکھا - کہ عمر رسیدہ کنجوس باہر کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا ہے - وہ میز کے پاس ایک آرام کرسی پر

بیٹھا ہوا تھا۔ گلے میں ڈریسنگ گون تھی۔ اور کمرہ میں صرف ایک موم بتی جل رہی تھی جس کی ہلکی روشنی ان طلائی سکوں پر منعکس ہوتی تھی۔ جنہیں وہ ایک ایک کر کے گن رہا تھا۔ سامنے دو تھیلیاں پڑی تھیں۔ اور قریب ہی ایک بہی کھلی رکھی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حساب کی جانچ کر رہا ہے فی الحقیقت وہ اپنے کام میں اتنا محو تھا۔ کہ اگر بہرہ نہ ہوتا۔ تو بھی قاتلوں کی دبی چال کو سننے سے قاصر رہتا کیونکہ جیسا بیان کیا گیا ہے۔ وہ اپنے کام میں بے حد منہمک تھا۔ اور انہوں نے جوتے اتار رکھے تھے۔

دروازہ کھلنے پر بار نے عرف برکر اپنا لمبا تیز چاقو ہاتھ میں لئے آگے بڑھا۔ بل سکاٹ سایہ کی طرح اس کے ساتھ تھا۔ اور اس نے احتیاطاً بھرا ہوا پستول ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کہ ضرورت ہو تو اس سے بھی کام لیا جائے۔ مسز ویبر دروازہ کے پیچھے اس طرح چھپی کھڑی تھی۔ کہ صرف اُس کی آنکھیں نظر آتی تھیں۔ کیونکہ گو وہ اس قسم کے خوفناک جرائم کی عادی تھی۔ تاہم واردات کو آنکھوں کے سامنے ہوتے دیکھنا اس کے لئے بھی موجب تشویش تھا۔ اتنے میں برکر دبی چال چلتا ہوا بے خبر بخیل کے پاس پہنچا۔ اور قاتلانہ وار کرنے کے لئے خنجر کا ہاتھ اونچا اٹھایا۔ عین اس وقت مسز ویبر یکایک چونک گئی۔ اور بے خبری میں اس کے منہ سے "خبردار" کا لفظ نکل گیا۔ بل سکاٹ نے اس لفظ کو سن کر اپنا خالی ہاتھ برکر کے شانہ پر رکھ دیا کہ اس کو اطلاع دے کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر مسز ویبر کی طرف دیکھنے لگا۔ مگر یہ انتباہ بعد از وقت ثابت ہوا۔ برکر کے ہاتھ میں بجلی کا اثر پیدا ہو چکا تھا۔ اس کا خنجر خونخوار بڑے زور سے بدنصیب کنجوس کے شانہ پر گرا۔ بدنصیب شخص کے منہ سے ایک ہلکی سی آواز نکلی۔ جس کے بعد وہ آن واحد میں بے جان ہو کر آگے کی طرف گر گیا۔ اور اس کا سر میز کے ساتھ جا لگا۔

"چلو مضائقہ نہیں۔" مسز ویبر نے وار ہوتے دیکھ کر جلدی سے کہا "میں نے صرف اس لئے روکا تھا کہ سیڑھیوں پر کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی تھی۔"

اس جگہ داستان کا سلسلہ عارضی طور پر منقطع کر کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس عرصہ میں لیسٹی راڈنے پر کیا گذری۔ ناظرین کو یاد ہو گا جس وقت مسٹر بالپڈ نے مسز ویبر کو اپنے کمرہ میں بلا کر لیسٹی کو خوابگاہ میں جانے کا حکم دیا۔ تو مسز ویبر کو جو اس وقت تک مسز ریبر کی آمد سے بے خبر تھی۔ اس کی موجودگی پر حیرت ہوئی تھی۔ گو اس کے بعد اس نے جلد ہی یہ سمجھ کر دربان سنبھال کرتے تھے۔ کہ مسٹر بالرڈ میری عدم موجودگی میں خود دروازہ کھول کر اسے اندر لے آیا ہے۔ مگر اس کی یہ نگاہ حیرت لیسٹی کے لئے سخت بے قراری کا موجب ہوئی۔ گنہگار ضمیر انسان کے دل میں صدہا فرضی اندیشے پیدا کر دیتا ہے

اس نے سوچا۔ شاید یہ عورت عرصہ دراز سے مسٹر ہارپر کے ہاں ملازم ہے۔ اور حقیقی لویسا کو پہچانتی ہے۔ غالباً اسے مجھ کو مسز ربیز کی حیثیت میں دیکھ کر حیرت ہوئی ہے۔ گویا جو تعجب مسز دیبیر کو کسی اور وجہ سے ہوا تھا۔ اس کا سبب خطاوار لیٹس راڈنے نے کچھ اور سمجھا۔ اور اس بے بنیاد اندیشہ کے اثر سے اس کے بدن میں خوف کی لہر پیدا ہو گئی۔ پھر بھی چونکہ رمز شناس اور نشیب و فراز سے خبردار عورت تھی۔ اس لئے اوسان بحال رکھے۔ اور اصل کے بعد بڑے اطمینان کے ساتھ مسز دیبیر کے ساتھ اس کمرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جو اس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ دوسری جانب مسز دیبیر کے دل میں بجائے خود یہ تشویش تھی۔ کہ ایسا نہ ہو مسز ربیز کی آمد سے ہماری تجویز نامکمل رہ جائے۔ اس تشویش کا اثر بھی اس کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ اور چونکہ لیٹس راڈنے اپنی عشوہ گری کی زندگی میں ہر مزاج کے آدمیوں سے مل کر چہروں پہچاننے کی عادی ہو چکی تھی۔ اس نے ان آثار سے غلط طور پر یہ سمجھا کہ یہ عورت میری طرف خاص نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اپنے دل میں کوئی نامعلوم منصوبہ رکھتی ہے۔ غرض کئی ایک باتوں سے اس کے فرضی شبہات کو اور تقویت ہوئی۔ اور اس نے سوچا کہ مسز دیبیر نے میری بناوٹ کو سمجھ لیا ہے۔ اور عجب نہیں اس کی بدولت بنا بنایا کام بگڑ جائے۔ وہ چاہتی تھی کسی طرح اس سے مل کر باتوں باتوں میں معلوم کرے کہ یہ اندیشے کس حد تک صحیح ہیں۔ مگر جب اس نے اس سے ہم کلام ہونے کی کوشش کی۔ تو الفاظ حلق میں آکر رک گئے۔ اور وہ ایک لفظ تک نہ کہہ سکی۔

اسے اس کے کمرہ میں پہنچا کر رخصت ہوتے وقت مسز دیبیر نے اپنے خیالات کی پریشانی میں رکتے ہوئے پوچھا "میڈم آپ کو کوئی اور چیز تو درکار نہیں ہے؟"

لیٹس کے منہ سے فقط ایک لفظ نکلا "نہیں"۔ اور اس کے بعد اس نے مری ہوئی سی آواز میں شب بخیر کہا۔ جسے مسز دیبیر نے نہیں سنا۔ اور اس لئے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔ چنانچہ وہ یہ خیال دل میں لے کر رخصت ہوئی۔ کہ یہ عورت بہت مغرور اور علیحدگی پسند ہے۔ کسی سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی۔

لیکن دوسری جانب لیٹس راڈنے نے اس تامل آمیز رویہ کو جس کا تعلق حقیقت میں مسز دیبیر کے اپنے خیالات سے تھا۔ اس کی ارادی سرد مہری پر محمول کیا۔ وہ ڈری کہ یہ عورت ضرور میرا راز فاش کر دے گی۔ چنانچہ جیسے ہی مسز دیبیر رخصت ہوئی۔ لیٹس سخت پریشانی کی حالت میں ایک کرسی پر بیٹھ کر فکر و تشویش سے کف افسوس ملنے لگی۔ ساتھ ساتھ کہتی جاتی تھی۔ "ضرور اس عورت کو مجھ پر

شبہ ہے۔ وہ جان گئی ہے کہ میں اصلی مسز ریبنز نہیں ہوں۔ اور ضرور مسٹر بالرڈ سے میرا راز فاش کر دیگی کم از کم اس کے منہ سے اشارتاً کوئی ایسی بات نکل جانا ہر لحاظ سے قرین قیاس ہے۔ جس سے یہ کنجوس شخص محتاط ہو جائے گا۔ وہ مجھ سے کئی طرح کے سوالات پوچھے گا۔ اور عجب نہیں کہ اس سلسلہ میں بعض ایسی باتیں بھی دریافت کرے جن کا میں کچھ جواب نہ دے سکوں گی۔ اس صورت میں میری اصلیت یقیناً ظاہر ہو جائے گی جس کے بعد میرا حوالات پہنچنا یقینی ہے۔ اور جب میں ایک بار قانون کی گرفت میں آ گئی۔ پھر کیا ہوگا؟ مقدمہ سماعت۔ آخری فیصلہ۔ اور سزا جو ممکن ہے کالے پانی یا شاید پھانسی ہو۔" کیونکہ اس غریب کو اپنی لاعلمی سے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ پھانسی کی سزا صرف جرم قتل کے لئے مخصوص ہے۔ اپنے باطنی اندیشوں کی وجہ سے وہ ہر بات کو غیر معمولی اہمیت دے رہی تھی

سخت افسوس کی حالت میں وہ ہاتھ ملتے ہوئے اس نے اس وقت کو کوسنا شروع کیا۔ جب روپیہ کے لالچ میں اس نے یہ خطرناک تجویز سوچی۔ چند منٹ پہلے تک وہ ہر طرح مطمئن تھی۔ اور اس کا خیال تھا۔ کہ مسز ریبنز کا روپیہ بڑی آسانی سے قبضہ میں آ جائے گا۔ مگر اب اسے اپنی راہ میں صدہا خوفناک مشکلات نظر آنے لگیں۔ اس وقت کوئی اسے اس گھر سے نکال لے جانے کے عوض دو جہان کی دولت بھی طلب کرتا۔ اور وہ اس کے پاس موجود ہوتی۔ تو اسے ہرگز اس کے دینے میں تامل نہ ہوتا۔ ایک خوف عظیم اس پر سوار تھا۔ اور اسے اپنی سلامتی کی فکر لاحق تھی کبھی سردی سے کانپنے لگتی۔ اور کبھی اپنے سینہ میں دوزخ کی سی آگ مشتعل پاتی تھی اور اس عرصہ میں یہ سوال رہ رہ کر دل میں پیدا ہو رہا تھا۔ کہ اب کیا کروں۔ اور کدھر جاؤں؟ اس بناوٹ کو عرصہ دراز تک قائم رکھنا اس کے نزدیک سراسر غیر ممکن بلکہ حماقت تھا۔ وہ انہی تفکرات میں غرق تھی کہ مسز ریبنز زور زور سے چلتی زینہ کی راہ سے اوپر چڑھی۔ اور اس نے اپنے کمرہ کا دروازہ زور سے بند کیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ اس کے ایسا کرنے کی وجہ کچھ اور تھی۔ مگر غریب لیٹش جس کا ذہن بے شمار فرضی خطرات میں گھرا ہوا تھا۔ اس سے اور بھی خوف زدہ ہوئی۔

ناقابل برداشت اذیت کی حالت میں وہ دل سے کہنے لگی۔" بے شبہ یہ عورت اپنے آقا سے یہ کہنے کے لئے ٹھیری ہوئی تھی۔ کہ آپ کو دھوکا دیا جا رہا ہے۔ بظاہر اس کو میرے فریب پر سخت غصہ ہے۔ اسی لئے زور زور سے چلتی اوپر گئی ہے۔ اور اسی لئے اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے اتنی آواز پیدا کی ہے۔ افسوس! افسوس! اب میرا کیا حال ہوگا؟"

بدنصیب لیٹش نے حالت یاس میں پھر ہاتھ ملنے شروع کئے۔ وہ اسی طرح پیچ و تاب کھا

رہی تھی۔ کہ یکایک خیال آیا۔ کیوں نہ گھر سے نکل جانے کی کوشش کروں۔ بس اس بارہ میں اس کا ارادہ جلدی ہی مضبوط ہو گیا۔ اور اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اگر فرار کی کوئی صورت ممکن ہو۔ تو جس طرح بن پڑے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی خیال آیا کہ اگر دروازہ بند اور مقفل ہوا تو پھر؟ آہ۔ اس صورت میں عقبی دروازہ یا کھڑکی کی راہ سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس وقت مکان سے بچ کر نکل جانے کے لئے اگر اسے کوٹھے پر سے کودنا بھی ضروری معلوم ہوتا۔ تو یقیناً اس سے دریغ نہ کرتی۔ خوش قسمتی سے اس کا اسباب ریل کے سٹیشن پر ہی رکھا ہوا تھا۔ پس اس نے سوچا کہ اگر میں کسی طرح مکان سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی۔ تو پھر ٹرین کے ذریعہ فرار کا موقعہ آسانی سے مل جائے گا۔ رات کو جانے والی کوئی گاڑی نہ ملی۔ تو بہر حال سویرے ضرور مل جائے گی۔ اور جب دن نکلنے پر گھر والوں کو میری عدم موجودگی کا علم ہو گا۔ اس وقت میں لورپول سے بہت دور پہنچ جاؤں گی۔

اس طرح کے خیالات دل میں لئے بیٹس راڈ نے فرار کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چونکہ ابھی تک اس نے کپڑے نہیں اُتارے تھے۔ اس لئے ارادہ کرتے ہی وہ اس پر عمل کرنے کو تیار ہو گئی۔ لیکن پھر سوچا۔ کہ نصف گھنٹہ انتظار کر لینا چاہیئے۔ اتنے میں گھر کے آدمی سو جائیں گے۔ اور کسی طرح کی مزاحمت کا خوف نہ رہے گا۔ چونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ عمر رسیدہ بخیل کے ملازم کتنے ہیں۔ اور ان میں سے کتنے رات کے وقت گھر پر سوتے ہیں۔ اس لئے اس بارہ میں اس کے اندیشوں کو حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے۔ خیر اس نے آدھ گھنٹہ کا یہ عرصہ سخت ہی تشویش میں بسر کیا۔ کیونکہ یہ خیال ہر بار اس کے لئے سوہان روح تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا ہی نہ ہو سکے۔ مسز ویبر جب دوبارہ زینہ کی راہ سے اُتری۔ تو اس نے چونکہ جوتا اتار رکھا تھا۔ اور بڑی احتیاط سے دبے پاؤں چلتی تھی۔ اس لئے اس کے اُترنے کی آواز بیٹس کو سنائی نہیں دی اور آخر جب آدھ گھنٹہ گذرنے پر گھر میں ہر طرف خاموشی ہو گئی۔ تو اس نے اپنی تجویز فرار پر عمل کرنے کی ٹھانی۔ بڑی آہستگی سے کمرہ کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ مگر جب زینہ سے اُترنے لگی۔ تو دیکھا کہ نیچے روشنی ہے۔ وہ ٹھٹھک گئی۔ اور جھٹ کمرہ میں واپس جا کر حالت اضطراب میں دروازہ کو زور سے بند کر لیا۔ یہی وہ آواز تھی۔ جس نے مسز ویبر کو عین اس وقت "خبردار" کا لفظ کہنے پر مجبور کیا۔ جب ہر کر اپنے خنجر آبدار کو بدنصیب بخیل کے سر پر تانے کھڑا تھا۔ روشنی جو بیٹس راڈ نے کو دکھائی دی۔ وہ اسی شمع کی تھی۔ جسے اس نے زینہ پر رکھ دیا تھا۔

جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ قتل کی واردات عمل میں لائی گئی۔ اور اس کے بعد عیار مسز ویبر نے برکر اور اس کے شاگرد کو یہ اطلاع بھی دی کہ جو خطرہ محسوس ہوا وہ فرضی تھا۔

”کیوں مگر وہ کیا آواز تھی۔ جو تمہیں سنائی دی؟“ برکر نے دریافت کیا۔

”کچھ نہیں۔ ایسا معلوم ہوا تھا۔ کہ کسی نے اوپر کی منزل پر دروازہ بند کیا ہے“۔

”اس سے معلوم ہوتا ہے جس عورت کا تم ذکر کرتی ہو۔ اس نے سب حال چھپ کر دیکھ لیا اور ہماری باتیں بھی سن لیں۔ غالباً اس وقت اسے نیچے آنے کی جرات نہیں ہوئی۔ مگر تھوڑی دیر میں وہ شور وغل مچائے گی۔ اور یقین جانو۔ کہ بہت وقت نہیں گذرے گا۔ جب ہمسائے بیدار ہو کر گھر کے گرد جمع ہو جائینگے۔ اور ہمارے لئے فرار کی راہ اسی طرح غیر ممکن ہوگی جیسے بلی کو اس کے پنجے کاٹ کر چھوڑ دیا جائے“۔

مسز ویبر کا چہرہ خوف سے سپید ہو گیا۔ اس نے تسلیم کیا کہ یہ اندیشے فرضی نہیں ہیں۔ اور ان میں بہت کچھ معقولیت ہے۔

”پھر اب کیا کرنا چاہیئے؟“ بل سکاٹ نے پوچھا

”اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس عورت کا بھی وہی حال کریں۔ جو بڈھے کا کیا ہے“ برکر نے بڑی خوفناک صورت بنا کر کہا۔ پھر مسز ویبر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ”آؤ یہ کام ضروری ہے اس سے فارغ ہو کر روپیہ بانٹیں گے۔ کیونکہ یہ شخص تو اب اسے لے کر کہیں جا نہیں سکتا“ اور یہ کہتے ہوئے اس نے بدنصیب کنجوس کی لاش کی طرف جو اوندھے منہ پڑی تھی۔ پرمعنی نظروں سے دیکھا۔

ادھر ان لوگوں کے دلوں میں یہ اندیشے تھے۔ اور دوسری جانب لیٹس راڈ نے ان فرضی خطرات کی وجہ سے جنہیں اس کا گنہگار ضمیر پیدا کر رہا تھا سہمی جاتی تھی۔ جس وقت اس نے نچلی منزل میں روشنی دیکھی۔ تو سمجھا کہ مسٹر ہالرڈ نے خادمہ کے مشورہ سے میری گرفتاری کے لئے افسران پولیس کو طلب کیا ہے۔ اس وقت اس کے دماغ پر جنون کی سی حالت طاری تھی۔ سخت پریشانی میں وہ کھڑکی کی طرف دوڑی۔ اور اسے کھول کر دیکھا کہ اس راہ سے کود کر فرار ہونا ممکن ہے؟ مگر کھڑکی بہت اونچی تھی۔ ناچار ڈر کر ہٹ گئی۔ کیونکہ اس عالم شباب میں وہ اس قسم کی خوفناک موت کے لئے تیار نہ تھی۔ جو اتنی بلندی سے کودنے کی صورت میں یقینی ہوتی۔ یا اگر موت لاحق نہ ہو۔ تو بھی ان ہولناک زخموں کے بعد جن میں شکستہ اعضا کا خوف شامل تھا زندگی بےکار تھی۔ مگر دفعتاً ایک اور خیال اس کے ذہن میں پیدا

سوچا۔ کیوں نہ میں زینہ کی راہ سے اُتر کر اپنے آپ کو مسٹر بالرڈ کے قدموں پر گرا دوں۔ اور سب حال سچ سچ بیان کر کے معافی کی خواستگار ہوں؟ یہ تجویز اس وجہ سے اور بھی موزوں نظر آئی۔ کہ اس میں خود اس بڈھے کنجوس کے لئے سامان ترغیب موجود تھا۔ لیٹش نے سوچا میں اسے مسز ریز کی موت کی خبر دے کر اس کا معہ پیہ اپنے پاس رکھنے کا مشورہ پیش کروں گی۔ اور اس سے کہوں گی کہ جس پیرایہ طریق پہ اسکی موت واقع ہوئی۔ اس کے بعد یہ غیر ممکن ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار یا وارث اس رقم کا مطالبہ کرے۔ یہ لالچ دے کر میں اس سے اپنا قصور معاف کرالوں گی۔

یہ خیالات بجلی کی تیزی رفتار کے ساتھ لیٹش راڈنے کے دماغ میں پیدا ہوئے۔ اور اس نے ان پر عمل کرنے کی نیت سے پھر ایک بار کمرہ کا دروازہ کھولا۔ نیچے مسز ویبر اور اس کے دونوں خوفناک ساتھی باتیں کر رہے تھے۔ اور جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس وقت ان میں اس سوال پر بحث جاری تھی۔ کہ کیوں نہ مسز ریز کو بھی بالرڈ کے ساتھ ہی قتل کر دیا جائے۔ مگر بدقسمت عورت کے حواس مختل نے ان آوازوں کی وجہ سے کچھ اور ہی اندیشہ پیدا کیا۔ اس نے سمجھا کہ افسران پولیس گھر میں آگئے ہیں۔ اور اب میری گرفتاری کا مشورہ کر رہے ہیں۔ مسٹر بالرڈ کے روبرو دوزانو ہو کر سب حال کہنے اور اپنا قصور بخشانے کا خیال اس کے دل میں اور بھی مضبوط ہو گیا۔ وہ حالت جنون میں زینہ کی راہ سے دوڑتی ہوئی نیچے اتری۔ سامنے مسز ویبر دو مکروہ صورت شخصوں کے پاس کھڑی نظر آئی۔ تو اس کے اندیشوں نے اور بھی تقویت حاصل کی۔ اور حالت اضطراب میں اس نے بڈ کراور بل سکاٹ کو پولیس کے آدمی سمجھا۔

زینہ کو آدھا طے کر کے رستہ میں ہی کھڑے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ جوڑ لئے اور بلند آواز سے التجائی لہجہ میں کہنے لگی مجھ پر رحم کرو۔ رحم کرو! میں سب حال سچ سچ کہتی ہوں۔ بےشک مجھ سے قصور ہوا۔ مگر ترغیب زبردست تھی۔ اجازت دو کہ مسٹر بالرڈ کے روبرو اپنے جرم کا اعتراف کروں وہ یقیناً مجھے معاف کر دیں گے۔"

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ لیٹش راڈنے کی اس پرجوش تقریر کا مسز ویبر اور اس کے ساتھیوں پر کیا اثر ہوا۔ گو اس کے الفاظ بذاتہ ان کے لئے بےمعنی تھے۔ تاہم ان سے اتنا ضرور ظاہر ہو گیا کہ وہ اس جرم سے بےخبر ہے جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ نیز یہ کہ وہ اب تک مسٹر بالرڈ کو زندہ سمجھتی ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔ اس پر تینوں سیاہ کاروں نے ایک دوسرے کی طرف پرمعنی نظروں سے دیکھا جس کا مطلب لیٹش نے یہ سمجھا کہ وہ کشش و پنج

میں ہیں کہ اس کی التجائے رحم منظور کریں یا اسے حوالہ پولیس کر دیں۔

"خدا کے لئے رحم کرو۔" اس نے اور نیچے اترتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا "میں سب حال کہتی ہوں کہ میں نے کن خیالات میں فریب کیا۔"

"آہ!" مسز ویبر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ کیونکہ یہ الفاظ اس کے لئے خاص طور پر معنی خیز تھے۔

پھر اس نے پوچھا۔ "تو کیا تم مسز ریبز نہیں ہو؟ بتاؤ آخر تم کون ہو؟"

"میرا نام لیٹس راؤنے ہے۔" جوان عورت نے جواب دیا "سفر میں میری اتفاقاً مسز ریبز سے ملاقات ہو گئی تھی ...."

"اور واقعہ میں تم مسز ریبز نہیں ہو؟" مسز ویبر نے جلدی سے کہا۔

"بالکل نہیں۔ مگر آپ سب حال جانتی ہیں۔ اس لئے مجھ سے سوالات پوچھنا بے کار ہے۔ مگر آہ! مسٹر پالرڈ کہاں ہیں؟ .... الٰہی ان کو کیا ہو گیا ہے!" یہ الفاظ اس نے چیختے ہوئے لہجہ میں اس وقت کہے جب اس نے مسٹر پالرڈ کو اپنے سامنے اس حالت میں مردہ پایا، کہ خنجر اس کے شانوں کے درمیان غرق بدن تھا۔ اس خوفناک منظر کو دیکھ کر اور اس خیال کے پیدا ہوتے ہی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے وہ بے حواس ہو گئی۔ اور پھر بیہوشی کی حالت میں زینہ سے نیچے فرش زمین پر گر پڑی۔

"بس جانے دو۔" بر کر نے کہا۔ "اب اس پر نظر اٹھانا بے کار ہے۔ لاؤ ہم اتنے اس روپیہ کو تقسیم کریں۔"

دفعتاً مسز ویبر کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور وہ جلدی سے کہنے لگی "ٹھیرو مجھے ایک تجویز سوجھی ہے جس کی بدولت ہم ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ پھر میرے لئے فرانس بھاگنا بھی ضروری نہ ہوگا۔"

"یعنی کیا؟" بر کر اور بل سکاٹ نے یک زبان ہو کر پوچھا۔

"یہ وقت تفصیل کا نہیں ہے" مسز ویبر کہنے لگی "مسرو سنت تم اس کام کو میرے ذمہ رہنے دو۔ یار نے تم اس روپیہ کو اپنے پاس رکھو یقین ہے میرا حصہ تمہارے پاس محفوظ رہیگا جس وقت لندن جاؤ۔ تو میرا روپیہ بیب کو دے دینا لیکن خبردار جیک کو مت دینا۔"

"بہت اچھا۔" بر کر نے جواب دیا۔ "آؤ ہل چلیں۔"

تینوں مجرم اس بارہ میں مطمئن ہونے کے بعد کہ لیٹس راؤنے بالکل بیہوش ہے۔ اور وہ جلدی سنبھال نہ سکے گی۔ دوبارہ مسٹر پالرڈ کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔ مردوں نے سبلائی کے

اور بنک نوٹ اٹھا لیئے۔ صرف پچاس پونڈ مسز ویبر کے کہنے پر اس لیئے چھوڑ دیئے کہ ان کی مدد سے وہ اپنی تجویز کو عمل میں لانا چاہتی تھی۔ بعد ازاں بارنے اور بل سکاٹ جس رستہ سے آئے تھے اسی سے واپس ہوگئے۔ انہیں رخصت کرکے مسز ویبر نے صحن کا پھاٹک اور عقبی دروازے بند کردیئے اور اس مقام پر واپس آئی۔ جہاں بیٹس اب تک بیہوش پڑی تھی۔ اس نے آقا کی لاش کے پاس جاکر جیب سے بٹوہ نکالا۔ اور اس میں وہ پچاس پونڈ رکھ کر جنہیں پرے رکھوا لیا تھا۔ بٹوہ کو بیہوش عورت کی جیب میں ڈال دیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر اس نے صدر دروازہ کھولا اور زور زور سے چلانا شروع کیا۔ "ہیو! دوڑیو! خون ہوگیا! میرے آقا کو جان سے مار دیا!" یہ آوازیں بہت کم عرصہ میں گلی کے ہر حصہ میں پہنچ گئیں۔ اور بے شمار لوگ گھروں سے نکل آئے۔ شوروغل سے بیٹس راڈنے کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے دیکھا دس بارہ آدمی گرد کھڑے اس پر لعنت و نفرین کر رہے ہیں۔ اور ہر شخص اس کو قتل کا مجرم قرار دیتا ہے۔

اس کے بعد مکان میں جس طرح کا خوف و اضطراب اور پریشانی پھیلی۔ اس کا اندازہ ناظرین خود اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ بے شمار ہمسائے مکان کے اندر جمع ہو چکے تھے۔ جب انہوں نے عمر رسیدہ بخیل کی لاش کو اس حال میں میز پر جھکا ہوا دیکھا۔ کہ پیٹھ میں خنجر لگا ہوا تھا۔ تو حاضرین میں عظیم سنسنی پیدا ہوگئی۔

بیٹس نے متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے اس قسم کی پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ گویا اسے اپنے حواس پر یقین نہیں۔ گھبرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی "خون! کیا میں نے اس کا خون کر دیا؟ نہیں نہیں! یہ اس ملعون عورت کا کام ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے مسز ویبر کی طرف اشارہ کیا۔ "دو آدمی اور اس کے ساتھ تھے۔ یہ سب ان تینوں کی شرارت ہے..."

"بدبخت کیوں جھوٹ بولتی ہے!" مسز ویبر نے جوش سے کہا۔ "تو خوب جانتی ہے کہ یہ واردات تو نے ہی کی ہے۔ جب آقا کو معلوم ہوا تو ایک جعلساز اور دھوکہ باز عورت ہے۔ اور انہوں نے تجھے حوالہ پولیس کرنے کی دھمکی دی۔ تو تو نے اپنے بچاؤ کے لئے ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب میں شوروغل سن کر یہاں آئی۔ اور مسٹر مالیڈ کو مقتول پایا۔ تو حالت اضطراب میں تو بیہوش ہوکر گر گئی۔"

بیٹس اس تہمت سے مغلوب ہوگئی۔ وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر نہ کہہ سکی۔ دماغ پر تاریکی چھانے لگی۔ اور یقیناً دوبارہ فرش زمین پر گر جاتی۔ اگر اس موقعہ پر پولیس کے دو مضبوط

سپاہیوں نے اُسے اپنی حراست میں نہ لے لیا ہوتا۔ سخت نازک حالت میں مدہوشوں کی طرح وہ اُسے تھانہ میں لے گئے۔ بیشمار خلقت پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ اور ہر شخص اس یقین کے اثر سے کہ واردات اسی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ قتل پر اظہار خوف اور اس بات پر تعجب کر رہا تھا۔ کہ ایک ایسی جوان خوبصورت اور بظاہر شریف لڑکی نے ایسے سنگین جرم کی کیسے جرأت کی۔

تھانہ پہنچکر مسز ویبر نے رپٹ لکھائی۔ جب وہ اپنا بیان لکھوا رہی تھی۔ بیٹس راڈنے بار بار پُرجوش الفاظ میں اعتراض کرتی جاتی تھی۔ مگر حالات پیش آمدہ میں اس کے اعتراضات پر کسے یقین ہو سکتا تھا؟ پولیس نے جامہ تلاشی لی۔ تو وہی پچاس پونڈ جو مسز ویبر نے بٹوہ میں ڈال کر اس کی جیب میں رکھ دیئے تھے۔ برآمد ہوئے۔ اس بٹوہ کی نسبت نہ صرف مسز ویبر بلکہ قصاب نانبائی۔ پنساری اور باقی دوکانداروں نے بھی جن سے مسٹر پالرڈ کا لین دین تھا۔ یہی بیان کیا کہ یہ بٹوہ ہر وقت مقتول کے پاس رہتا تھا۔ یہ سب لوگ تماشائیوں کے مجمع میں شامل تھے۔ اور ان کے بیان ہو جانے کے بعد کسی کو بیٹس راڈنے کے جرم کی نسبت ذرا سا شک بھی باقی نہ رہا۔ چنانچہ اسے حوالات میں رکھا گیا۔ وہ رات کا باقی حصہ اس نے جس پریشانی میں بسر کیا۔ اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی کر سکتا ہے۔

اگلی صبح کو بیٹس راڈنے صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوئی۔ اور اس پر مسٹر پالرڈ وکیل کے قتل کا استغاثہ دائر کیا گیا۔ اس اثنا میں پولیس نے ریلوے سٹیشن پر اس کے بکسوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان سے بھی بعض کاغذات اس قسم کے برآمد ہوئے جن سے پایا گیا۔ کہ اس کا نام بیٹس راڈنے ہے۔ اس سے پیشتر جامہ تلاشی کے وقت مقتول کا بٹوہ اور مسز ہنیر کے کاغذات اس کے پاس سے برآمد ہو چکے تھے۔ اب قرائنی شہادت ہر طرح اس کے خلاف تھی۔ مسز ویبر نے اس موقعہ پر جو بیان دیا۔ اس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"مسٹر پالرڈ متوفی ایک عورت لوئیسا ہنیر کے ولی تھے۔ مگر وہ کئی سال پیشتر ان سے جدا ہو گئی تھی۔ اس وقت کے بعد انہیں اس سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ حال میں اس عورت نے سن بلوغ حاصل کیا۔ تو چونکہ اس موقع پر اسے اپنا روپیہ مسٹر پالرڈ سے وصول کرنا تھا۔ اس لئے آجکل میں اس کے آنے کی امید تھی۔ کل رات یہ عورت ہمارے مکان پر آئی۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ میں مسز ہنیر ہوں مسٹر پالرڈ نے بھی اول اول اس کی بات پر یقین کر لیا۔ اور دونوں میں بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ چنانچہ رات کے دس بجے میں اپنی خوابگاہ میں گئی۔ تو دونو اس کمرہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے جہاں

مسٹر بالرڈ عموماً بیٹھا کرتے تھے۔ چونکہ مجھے سلائی کا کام کرنا تھا۔ اس لئے میں جاگتی رہی سوئی نہیں۔
بلکہ قریباً آدھ گھنٹہ جاگتی رہی۔ اس وقت یکایک کسی کے بلند آواز سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی
میں نے دروازہ کھول کر سنا۔ تو معلوم ہوا آقا اس عورت کو سخت لفظوں میں ملامت کر رہے تھے۔
وہ اسے فریبی اور جعلساز کہتے۔ اور بار بار پوچھتے تھے کہ مسز پیئر کے کاغذات تمہیں کیسے ملے؟
اور تم نے کیونکر اس کا حال معلوم کیا؟ اس موقعہ پر میں نے جو گفتگو سنی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آقائے
مرحوم سخت غصہ کی حالت میں تھے۔ اور یہ عورت ان سے نرمی کیلئے التجا کر رہی تھی۔ میں نے مسٹر
بالرڈ کو یہ کہتے سنا کہ میں تمہیں حوالہ پولیس کر دوں گا۔ اس کے بعد کمرہ کا دروازہ جو پہلے کھلا تھا بند
ہو گیا۔ میں نے سمجھا اسے محض احتیاطاً بند کیا گیا ہے کہ آواز باہر نہ جانے پائے۔ میں نے خیال کیا
مسٹر بالرڈ اس عورت کو اس صورت میں معاف کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ سب حال صاف صاف
کہہ دے۔ یکایک مجھے ایک چیخ سنائی دی جس نے فوراً ہی کراہنے کی آواز اختیار کر لی۔ پھر
دروازہ کھلا۔ اور یہ سخت بے چینی کی حالت میں زینہ کی راہ سے اتری۔ اس وقت یہ عورت
برآمدہ میں کھڑی تھی۔ مجھے دیکھ کر بہت گھبرائی۔ میں نے دروازہ کی راہ سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا
آقا کی پیٹھ میں خنجر لگا ہوا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت خوف ہوا۔ میں نے اس عورت کو بازو
سے پکڑ کر کہا۔ تم قاتل ہو۔ اور یہ بیہوش ہو گئی۔ میں اس خنجر کو پہچانتی ہوں۔ یہ ہمیشہ آقا کے پاس
رہتا تھا۔ چونکہ انہیں چوروں کا بہت خوف تھا۔ اس لئے بچاؤ کی خاطر اسے اپنے پاس رکھتے
تھے۔ رات کو اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے حساب کرتے وقت وہ اسے سامنے رکھ لیتے تھے۔ اور میرا
خیال ہے اس عورت نے خنجر کو میز سے اٹھا کر ہی ان پر وار کیا۔"

جس وقت مسز وہیبر یہ بیان لکھوا رہی تھی۔ ہیلن راڈنے کا قلب حزینا ذہنی اذیت کے
ان جملہ مدارج سے گذرا جنہیں انسان برداشت کر سکتا ہے۔ کبھی وہ سخت متوحش نظر آتی تھی اور
کبھی بلند زور سے اپنی بے گناہی اور مسز وہیبر کے مجرم ہونے کا شور مچاتی تھی۔ کبھی وہ عدالت
سے ہاتھ جوڑ کر یہ کہتی تھی میں بے قصور ہوں۔ مجھ سے انصاف کیا جائے۔ اور کبھی فوراً ہی
یہ بات تسلیم کرتی تھی۔ کہ بے شک میرا نام لوئیسا ریز نہیں ہے۔ میں نے مسٹر بالرڈ کو دھوکا دینے
کا ارادہ ضرور کیا تھا۔ مگر میں قتل جیسے خوفناک جرم سے سراسر بے قصور ہوں۔ کبھی اس کی صورت
سے انتہائی اذیت کا اظہار ہوتا تھا۔ اور کبھی حالات سے مجبور ہو کر مضطرب و خاموش ہو جاتی۔ مگر یہ سکون
عارضی فوراً ہی پرجوش الفاظ اور مجنونانہ اشاروں کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔

جب عدالت نے حسب دستور اس سے سوال کیا۔ کہ تم اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتی ہو؟
تو اس نے اس طرح کے بے جوڑ کلمات کہنے شروع کئے۔ جن کی بنا پر مربوط و مسلسل بیان قلمبند کرنا سخت
دشوار تھا۔ بہر حال عدالت کا رویہ ہمدردانہ تھا۔ مجسٹریٹ نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ اس کا بیان
سنا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ رستہ میں اسکی مسٹر ڈیہیر سے ملاقات ہوئی تھی۔ حالات کی موافقت سے
فائدہ اٹھا کر اس نے اپنے آپ کو مسز ڈیہیر ظاہر کرنا شروع کیا۔ لیکن قتل کی واردات سے اس کا
کوئی تعلق نہ تھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جس وقت میں زینہ کی راہ سے نیچے اتری۔ اور مسٹر پالرڈ کو مقتول
پایا۔ تو مسٹر ڈیہیر کے پاس دو آدمی اور کھڑے تھے۔ مگر اس کے بیان کا یہ حصہ کسی کے نزدیک قابل
تسلیم نہ تھا۔ اول اس کی جیب سے مقتول کا بٹوہ برآمد ہو چکا تھا۔ دوسرے گرفتاری کے وقت اس
نے ٹوپی اور شال پہن رکھا تھا جس سے قدرتی طور پر مسز ڈیہیر کا یہ بیان صحیح سمجھا گیا۔ کہ وہ بہت دیر
تک مسٹر پالرڈ سے گفتگو کرتی رہی تھی۔ جب بدنصیب عورت نے بیان کیا کہ میں نے یہ کپڑے بغرض
تفریح پہنے تھے۔ تو اسے بہانہ قرار دیا گیا۔ اور ہر شخص نے یہی سمجھا۔ کہ وہ اس ذریعہ سے واقعات پر
پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔

حالات پیش آمدہ میں عدالت کے لئے اس کے سوا کیا چارہ کار تھا۔ کہ لیٹس راڈ کو سیشن
سپرد کر دیا جاتا۔ چنانچہ بدنصیب عورت کو اس وقت تک کہ عدالت عالیہ انتھنی پالرڈ کے قتل کے
الزام میں اس کے مقدمہ کی سماعت کرے۔ حوالات بھیج دیا گیا۔

باب سوم

نئی ملازمت

کرسچن ایشٹن کو ڈیوک آف سٹابرگ کے معتمد خاص کا درجہ حاصل کئے ایک ہفتہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ
میں اس نے اپنے فرائض کو نہایت اطمینان بخش طریق پر سرانجام دیا۔ اس مختصر عرصہ میں وہ اس جرمن
نواب کے عمال و اہلکاروں سے بھی اچھی طرح واقف ہو گیا۔ اور چونکہ اس دلچسپ عملہ کے مفصل حالات
سے ناظرین آگاہ نہیں ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ان لوگوں کا بھی کچھ حال درج
کر دیا جائے۔

ڈیوک کے اہلکار کل آٹھ تھے جن میں سے ہر ایک کا نام دوسرے سے زیادہ عجیب و دقیق

تھا۔ پس ناظرین ازراہ کرم تھوڑی دیر ذہنی تکلیف برداشت کر کے ان ناموں کو یاد کر لیں تو خوب ہوگا۔

ان میں سے درجہ اول کونٹ رونکی کو حاصل تھا۔ جو ڈیوک کے میر سامان تھے۔ اور جن کے فرائض میں سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھنا داخل تھا۔ کہ ہوٹل کے اخراجات میں کسی طرح کی تبدیلی ظہور میں نہ آئے۔ شوبلیر گبیبن کا حال اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اور ناظرین کو معلوم ہے کہ انہیں لارڈ چیمبرلین یا حاجب خاص کا مرتبہ حاصل تھا۔ اور گو اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈیوک کے سامان پوشش کے بھی نگران سمجھے جاتے تھے۔ تاہم انصاف سے کام لیا جائے۔ تو کہنا پڑے گا۔ کہ ان کی یہ مصروفیت برائے نام تھی۔ کیونکہ ان کے آقائے نامدار کے کوٹوں واسکٹوں اور پتلونوں کی مجموعی تعداد محض اتنی تھی۔ کہ سب کو ایک دستی بیگ میں بآسانی بند کیا جا سکتا تھا۔ رہ گئے عام پارچات۔ ان کی نسبت یہ کہ صرف چھ قمیضیں ان کے پاس رہتی تھیں اور چھ ہی دھوبی کے پاس۔ یہی تناسب کالروں رومالوں اور جرابوں کا سمجھا جائے تو ناظرین بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ نامدار ڈیوک کے صرف خاص کا یہ صیغہ اتنا وسیع نہ تھا۔ کہ اس کے لئے ایک آدمی کی خدمات مخصوص کرنے کی ضرورت ہوتی۔ تیسرے صاحب بیرن ریگڈبیک گروم آف دی سٹول کہلاتے تھے۔ مگر ہم ان کے فرائض توضیح سے قاصر ہیں اور ایک ہم پہ کیا موقوف ہے خود کرسچن اسٹیٹن ہمیشہ ان کے فرائض کی نوعیت سمجھنے سے قاصر رہا۔ کیونکہ اس نے جب دیکھا حضرت کو منہ چلاتے ہی پایا۔ شاید ان کا کام اتنا ہی تھا۔ کہ جو کھانے کو مل جائے اسے کھا کر ہضم کرنا اور باقی وقت آوارہ گردی یا اخبار بینی میں ضائع کر دینا۔ یا اگر ان کاموں سے فرصت ہو۔ تو جیب بینی کا داؤ لگا کر کسی دوسرے اہلکار سے تاش یا گنجفہ کھیلنا۔ اور اس کے بعد تھوڑی دیر آئینہ میں جھانکتے رہنا۔ شوبلیر گبیبن کو ایکوئیری یعنی داروغہ اصطبل کا عہدہ حاصل تھا۔ مگر وہ ہر وقت وہ ڈیوک کے پاس حاضر رہتے تھے۔ یا اگر کبھی ممدوح کو ان کی خدمات کی ضرورت نہ ہو۔ تو پہروں کا وقت تیز کیو یا سگار پینے میں صرف ہوتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ جب ایک مقام سے دوسرے کی طرف جاتے۔ تو سگار اور شراب کی بو ضرور ان کے ساتھ ساتھ رہتی تھی۔ جنرل ہمل سپنگن ایک اور عہدہ دار رسوارہی کے کمانڈر تھے۔ مگر جرمنی میں جہاں ڈیوک کی ریاست واقع تھی۔ ان کی مصروفیت کچھ بھی ہو انگلستان میں ان کا عہدہ سراسر زائد تھا۔ کیونکہ رسالہ کے گھوڑے تو درکنار۔ ڈیوک نے گدھا تک ساتھ لانے کی تکلیف

گوارا نہ کی تھی - اور انہیں جب کسی مقام پر جانا ہو - انگلستان کی سرکاری گاڑی میں ہی جاتے تھے
ایک اور صاحب بیرن فاردن لیبس ڈیوک کے وزیر خزانہ تھے اور کرسچن کو بار ہا خیال آتا - کہ حضرت
کا نام ڈیوک کے مالیات کی صحیح حالت سے بہت ملتا ہے - کم از کم ایک بات جو کرسچن نے خاص
طور پر محسوس کی - یہ تھی کہ یہ بزرگ ڈیوک کے ظروف نقرئی کی بہت حفاظت کیا کرتے تھے - اور
انہیں صرف ایسے موقعوں پر باہر نکالتے تھے - جب خود ڈیوک کو ہوٹل میں کھانا کھانا ہو - اگر انہیں
کہیں مدعو کیا گیا ہو - تو اراکین عملہ کے استعمال کے لئے ان ظروف سے ہرگز کام نہ لیا جاتا تھا
ایک اور صاحب ہیرہمبگ ڈیوک کے مہردار تھے - مگر ان کا کام ان کے نام کی طرح معمولی اور ہر
قسم کی ذمہ داری سے خالی تھی - کیونکہ ان کے ذمہ صرف پیتل کی ایک پرانی مہر کی حفاظت کا
فرض تھا جس پر ڈیوک کا نشان امارت بنا ہوا تھا - مگر جس کی قیمت عملی طور پر شاید ساڑھے
تین پنس سے زیادہ نہ ہوگی - اس دلچسپ فہرست کی تکمیل کے لئے اب صرف کونٹ فرسپن
ہاسن کا نام درج کرنا باقی رہ گیا ہے جن کا فرض تھا - کہ جب کبھی ان کے آقائے نامدار
انگلستان کے ان شرفا و امرا کو جو ان کے در دولت پر حاضر ہوں - شرف ملاقات بخشیں - تو
حضرت عصائے شاہی کی جگہ پیتل کی موٹھ کی چھڑی ہاتھ میں لے کر حاضر رہیں -

لیکن ہرچند - ان شرفا و امرا میں سے کوئی ایک جس کی مالی حالت نسبتاً حقیر سمجھی جائے
اس قابل تھا - کہ ایک سرسری چیک لکھ کر ڈیوک اور اس کے عملہ کا سارا سامان خرید لیتا - مگر افسوس
کہ انگلستان کے طبقہ اعلیٰ و وسطیٰ کی اخلاقی حالت اتنی گری ہوئی ہے کہ وہ اس نام نہاد ڈیوک
اور اس کے نیم گرسنہ جرمن اہلکاروں کی خدمت میں آداب بجالانا بھی باعث فخر و مباہات سمجھتے
تھے -

ایک ہفتہ کا عرصہ پورا ہونے کے بعد ایک روز جب کرسچن شام کے پانچ بجے رخصت
ہونے لگا - تو چونکہ اس کی تنخواہ واجب الوصول ہو چکی تھی - اس نے بیرن فاردن لیبس کی تلاش
شروع کی - اس نے اسے ہوٹل کے مختلف کمروں میں ڈھونڈا - مگر نہ پایا - البتہ باقی اہلکاروں
کو ایک کمرہ میں جمع دیکھا - جس سے اس کے دل میں خیال پیدا ہوا - کہ شاید یہ لوگ بھی میری طرح
تنخواہ وصول کرنے کے منتظر ہیں - مگر دوبارہ غور کیا - تو خیال ہوا کہ یہ میری کج فہمی ہے - کہیں
ایسے اعلیٰ عہدہ دار بھی ہفتہ وار تنخواہ وصول کیا کرتے ہیں ؟ خود اس کو سردست اپنی تنخواہ وصول
کرنے کی خاص ضرورت درپیش نہ تھی - کیونکہ اس کے پاس گذارہ لائق کافی روپیہ موجود تھا -

مگر ہوٹل کے ملازم نے روزانہ ہی اس کے کان میں جو احتیاطی کلمات کہہ دیئے تھے۔ ان کی بنا پر اس نے تنخواہ کے لئے تقاضا کرنا مناسب سمجھا۔ کیونکہ اسے خیال آیا کہیں ایسا نہ ہو میری تنخواہ کا روپیہ بیرن فاردن لیس بذات خود ہضم کرجائیں یہ اندیشہ اس وجہ سے اور بھی مضبوط ہوا کہ اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس نے بارہا دیکھا۔ ڈیوک کے مختلف اہلکار شراب سگار اور دوسری چیزوں کے حصول کی خاطر طرح طرح کے اوچھے اور ناپسندیدہ طریقوں سے کام لیا کرتے تھے

اسے دیکھ کر بیرن ریگڈ بیک نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور ایک طرف لے جاکر آہستہ سے کہنے لگا "کیوں تمہیں کس کا انتظار ہے؟"

"جی میں بیرن فاردن لیس کا انتظار کر رہا ہوں" کرسچن نے جواب دیا۔ "کیا ان کے جلد تر آنے کی امید ہے؟"

"میرا خیال ہے وہ دو تین منٹ کے عرصہ میں واپس آجائیں گے۔ روپیہ وصول کرنے گئے ہیں"

"روپیہ وصول کرنے!" کرسچن نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"ہاں مگر اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟" ریگڈ بیک نے جلدی سے کہا "ہم لوگ جب تک انگلستان میں ہیں اپنے اخراجات اسی ملک سے وصول کرتے ہیں۔ میں خود روپیہ کی آمد کا منتظر ہوں۔ اپنے ملک میں میرے پاس بیشمار دولت ہے۔ مگر سفر میں نقدی لانا بھول گیا۔ تمہاری جیب میں چھ شلنگ کا سکہ تو نہیں ہے؟ مجھ قولا دو۔ بیرن کی واپسی تک شراب ہی پئیں"

خوش قسمتی سے کرسچن کو وہ اگلا واقعہ یاد تھا۔ اور اس موقعہ پر وہ بیرن کے ہاتھوں روپیہ ضائع کرنے کو تیار نہ تھا۔ پس اس نے ٹالنے کی غرض سے کچھ بہانہ کر دیا جس پر بیرن نے غصہ اور نخوت کا اظہار کیا۔ اور گھڑی کی گلٹی زنجیر ہلاتا ایک طرف کو چل دیا۔

تھوڑی دیر میں بیرن فاردن لیس بھی آگئے۔ کرسچن کے دیکھتے دیکھتے عملہ کے ہر شخص نے ان کو نرغہ میں لے لیا۔ سب آدمی ان کی طرف استفہامی نظروں سے دیکھتے اور جو کچھ وصول ہو سکے اس کے لئے ہاتھ پھیلا رہے تھے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر کرسچن سخت برگشتہ خاطر ہوا۔ اور تھوڑی دیر میں اپنی تنخواہ وصول کرکے وہاں سے رخصت ہوا۔ تو اس کی طبیعت نہایت آزردہ تھی۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں جو اس نے ڈیوک کی ملازمت میں بسر کیا وہ ہر روز حسین و جمیل اسابیلا ونسنٹ سے ملا کرتا تھا۔ گو یہ ملاقات ہر موقعہ پر عرصہ قلیل کے لئے ہوتی تھی۔ اور ایسے موقعوں پر مسٹر یا مسز چیپ ضرور حاضر رہتے تھے۔ یہ کہنا

مشکل ہے کہ اس نازنین کے ساتھ اس کی محبت میں پہلے کی نسبت کسی طرح کا اضافہ ہوگیا تھا۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی حد انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس کے جذبات پاک اور بے لوث تھے۔ بہرحال ایک بات جو اس کے لئے موجب تشویش ہوئی وہ یہ تھی کہ اس حسینہ کی ذات پردہ راز میں مستور تھی۔ اور جس طرح بھی ممکن ہو۔ وہ اس راز کی تہ تک پہنچنے کے لئے بے چین تھا۔

بیرن فاروق لیس سے تنخواہ وصول کر کے شام کے ۶ بجے مکان پر واپس ہوا تو دیکھا۔ ایک بدصورت آدمی مسز حبیب کے مکان کی کنڈی ہلا رہا ہے۔ چونکہ دروازہ کھلنے میں دیر ہوگئی۔ اس لئے کرسچن بھی گلی میں اس شخص کے پاس کھڑا رہا۔ اور اس نے معلوم کیا کہ اس عرصہ میں شخص مذکور اسکی طرف مشکوک نظروں سے دیکھتا رہا۔ اجنبی کی عمر ۴۰ سال کے قریب تھی۔ لباس سیاہ اور بصورت غیر مطبوع۔ تاہم بناؤ سنگار میں غیر معمولی اہتمام کا اظہار ہوتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خادمہ نے دروازہ کھولا اور اس شخص کو پہچان کر اپنے ساتھ کمرہ نشست میں لے گئی۔ کرسچن اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

اس کے قریباً آدھ گھنٹہ بعد مسز حبیب اس کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور کرسچن نے صورت دیکھتے ہی پہچانا۔ کہ آج بے ڈھب تیور بگڑے ہوئے ہیں۔ یوں تو اس عورت کے چہرے سے کسی بھی حالت میں اخلاق و تبسم ظاہر نہ ہوتا تھا۔ مگر ایسے موقعوں پر کہ اس کے مزاج کا پارہ چڑھا ہوا ہو۔ اسکی صورت معمول سے بہت زیادہ مکروہ نظر آتی تھی۔

آتے ہی کہنے لگی "مسٹر اسٹیلن میں یہ اطلاع دینے آئی ہوں کہ آپ اپنے لئے کسی دوسری جگہ سکونت کا انتظام کریں۔ دیکھئے تاخیر بالکل نہ ہو۔ اتمام حجت کے لئے میں اس ہفتہ کے کرایہ سے دست بردار ہوتی ہوں۔ کیونکہ میں ایک ہفتہ پہلے اطلاع جس کا دستور ہے نہیں دے سکی۔"

"کیوں مگر ہوا کیا ہے؟" کرسچن نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"وجہ کچھ سمجھ لیجئے۔ بہرحال جیسا میں نے کہا ہے۔ آپ بطور احسان کسی دوسری جگہ سکونت کا انتظام کریں۔ میں تفصیل میں داخل ہونا پسند نہیں کرتی۔ اور امید ہے کہ ایک شریف آدمی کی حیثیت میں آپ کو میری درخواست قبول کرنے سے انکار نہ ہوگا۔"

کرسچن کے چہرہ سے غصہ اور ملامت ظاہر ہوتی تھی۔ کہنے لگا "مسز حبیب کسی شریف آدمی سے اس طرح کا برتاؤ نازیبا ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ پوری کیفیت بیان کریں۔ اگر میری طرف سے خود آپ سے یا آپ کے گھر میں کسی اور شخص کے ساتھ خلاف اخلاق سلوک ہوا ہو۔۔۔"

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔" مسز جیب نے قدرے نرم ہو کر کہا "آپ کے طرز عمل میں حقیقتاً
کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ آپ واقعی ایک شریف نوجوان ہیں۔ اور آپ کا سلوک ہمیشہ پسندیدہ
رہا ہے۔ مگر جیسا میں نے کہا۔ میں رعایت کے طور پر درخواست کرتی ہوں۔ کہ آپ کسی دوسری جگہ
تشریف لے جائیں۔ پہچان کی ضرورت ہو تو آپ بے تامل میرا حوالہ دے سکتے ہیں۔ میں ہر شخص سے
آپ کی تعریف ہی کروں گی۔ بہرحال اس بارہ میں آپ زیادہ اصرار نہ کریں۔ مجھے آپ کی طبعی شرافت
سے کامل امید ہے کہ مایوس نہ کریں گے۔"

"مگر یہ عملی طور پر بھی غیر ممکن ہے۔ کہ میں اتنا جلد دوسرا مکان تلاش کروں" کرسچن نے جس کے
چہرے سے فکر و پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ کہا "چونکہ آپ اصرار کرتی ہیں۔ اس لئے بامر مجبوری میں
کل تک اس کا انتظام کر لوں گا۔"

"خیر تو بس سے زیادہ دیر نہ کیجئے" مسز جیب نے جواب دیا "اس عنایت کیلئے میں آپ کا
شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ کمرے سے رخصت ہو گئی۔ اور کرسچن تنہائی میں واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے لگا
سوچتا تھا۔ کیا مجھے اسابیلا کی وجہ سے مکان سے نکالا جا رہا ہے؟ اور کیا وہ آدمی جو دروازہ پر
ملا تھا۔ اس سے کسی طرح کا تعلق رکھتا ہے؟ اس کی آرزو یہ تھی کہ ان دونو کا آپس میں تعلق نہ ہو
کیونکہ اس شخص کی صورت میں شرارت و مکر و فریب دریا کے وہ آثار پائے جاتے تھے۔ جن
کی وجہ سے وہ اسابیلا ایسی نیک خاتون کا اس سے کسی حال میں تعلق پسند نہ کرتا تھا بیٹھے
بیٹھے اس کے دل میں چند منٹ کے لئے اسابیلا سے تنہا ملنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس نازنین
کی ذات سے اسے جو دلچسپی تھی۔ اس کی حقیقت کا صحیح علم اسے آج پہلی مرتبہ اس وقت ہوا جب
اس مکان سے رخصت ہونے کا وقت آیا۔ اب اسے معلوم کیا۔ کہ اس کے ساتھ میرے تعلقات
محض رسمی نہیں ہیں۔ کوئی خفیہ آواز اس سے بار بار کہہ رہی تھی۔ کہ تمہیں اس سے عشق ہے۔ مگر
اب سوال یہ تھا۔ کہ اس سے ملنے کی صورت کیا ہو؟ اور پھر اس سے مل کر کیا کہا جائے؟ ان سوالوں
کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ مگر اس سے ملے بغیر وہ اس مکان سے رخصت ہونا بھی نہ
چاہتا تھا۔ پس وہ کمرہ کا دروازہ کھول کر اس امید پر بیٹھ گیا۔ کہ اگر وہ سامنے کی نشست گاہ سے
آتے ہوئے اس طرف سے گذری۔ تو نتیجہ خواہ کچھ ہو۔ میں ضرور اس سے ملوں گا۔ مگر افسوس!
اس کی یہ امید بر نہ آئی۔ وقت گذرتا گیا۔ اور آخر جب رات کے دس بجے تو اس نے دیکھا

کہ مس ونسنٹ مسز حیپ کے ساتھ اپنے کمرہ کی طرف جا رہی ہے۔

کرسچین نے وہ رات سخت قلق و اضطراب میں بسر کی۔ سویرے ہی اٹھا۔ اور کام پر جانے سے پہلے دوسرے مکان کی تلاش میں گھر سے نکلا۔ اتفاق سے جلدی ہی ایک اچھی جگہ مل گئی اس نے مسز حیپ کا ذکر کیا۔ اور کہا میں آج ہی شام اس جگہ سکونت کرونگا۔ اس کے بعد ملول و محزون ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔ مگر جتنا عرصہ کام پر رہا۔ طبیعت سخت پریشان تھی۔ اس نے اپنے فرائض کو اس طرح انجام دیا۔ گویا اُسے اپنے کام کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔

شام کے پانچ بجے مسز حیپ کے مکان کی طرف لوٹا۔ تو پھر خیال آیا۔ کیا اب بھی اسابیلا سے ملاقات ہوگی یا نہیں؟ اس مختصر عرصہ میں اس کے جذبات نے عشق صادق کا تمام جوش حاصل کر لیا تھا۔ اور وہ اس بات کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ کہ اگر اسابیلا مل گئی۔ تو اس کے قدموں میں گر کر اپنے دلی خیالات کو بے تامل ظاہر کر دونگا۔ لیکن گلی میں داخل ہوا تو دیکھا۔ کہ مکان کے دروازہ پر ایک گاڑی کھڑی ہے جس کے ساتھ کئی وردی پوش نوکر بھی ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی اسابیلا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے مکان سے نکلا جسے کرسچین نے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی مکروہ صورت شخص تھا جس سے پہلے روز مکان کے دروازہ پر ملاقات ہوئی تھی۔ اس شخص نے اسابیلا کو سہارا دے کر گاڑی میں سوار کیا۔ اور خود سامنے فربہ اندام وردی پوش کوچبان کے پہلو میں بیٹھ گیا گاڑی سمت مقابل میں چل دی۔ اور کرسچین غمزدہ و ملول۔ پریشان و مضطرب کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اسابیلا چلی گئی۔ اور اس نے یا تو کرسچین کو دیکھا ہی نہیں۔ یا اگر دیکھا تو اس کی طرف نظر اٹھانے کی جرات نہیں کی۔ موجودہ پر اسرار حالات میں اس نازنین کی رخصت غمزدہ نوجوان کے لیئے اور بھی روح فرسا تھی جس گاڑی میں وہ روانہ ہوئی وہ نہایت شاندار تھی جس سے اُسے معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص اُسے لینے آیا۔ وہ کسی امیر کا نوکر ہے۔ ایسے حالات میں جس طرح کے خوفناک خیالات اس بدنصیب کے دل میں پیدا ہوئے۔ وہ محتاج تفصیل نہیں۔ اگر کچھ وجہ اطمینان باقی تھی۔ تو محض اتنی کہ وہ مکروہ صورت آدمی جس سے اسے ایک ہی نظر میں نفرت سی ہو گئی تھی حسین و جمیل اسابیلا کا رشتہ دار نہ تھا۔

قریباً ایک منٹ وہ گلی میں اس مقام سے قریباً دس گز کے فاصلہ پر جہاں سے گاڑی رخصت ہوئی تھی۔ مایوس و ملول اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دفعتاً اس پر مصیبت کا بادل چھا گیا ہے۔ اور اس کے اور اس نازنین کے درمیان جس سے اسے گہری محبت تھی۔

ایک عریض خلیج حائل ہو گئی ہے جس کو عبور کرنے کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ آخر کار وہ لڑکھڑاتا ہوا مسز چیپ کے مکان کی طرف بڑھا۔ کنڈی ہلائی۔ تو مسز چیپ نے دروازہ کھولا۔ اور اسے اپنے ساتھ کمرہ نشست میں لے گئی۔

یہاں پہنچ کر وہ کہنے لگی "مسٹر ایشٹن محض آپ کی وجہ سے مجھے سخت نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ دیکھئے آج وہ جوان لڑکی میرے گھر سے رخصت ہو گئی۔ اور اس کی سکونت اور خوراک کے لئے ایک پونڈ ہفتہ وار کی جو رقم ملا کرتی تھی۔ ہاتھ سے جاتی رہی"

"میری وجہ سے!" کرسچن نے چونک کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے رخساروں کی رنگت سرخ ہو گئی۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا کہ مسز چیپ کی تیز آنکھ نے میرے دلی خیالات کو معلوم کر لیا ہے۔

"ہاں آپ کی نہیں تو اور کس کی وجہ سے؟" اس نے جواب دیا "دراصل مجھے آپ کو مسٹر گبسن کی اجازت کے بغیر مکان میں رکھنا ہی نہ چاہیئے تھا۔"

"مگر یہ مسٹر گبسن آخر کون ہیں؟" کرسچن نے اس خیال سے پوچھا کہ شائد اس ذریعہ سے وہ راز حل ہو جائے۔ جس میں دلفریب مس ونسنٹ کی ذات پوشیدہ تھی۔

"مسٹر گبسن وہی صاحب ہیں جنہوں نے مس ونسنٹ کو میرے مکان پر رکھا ہوا تھا۔ اور اس کا خرچ ادا کیا کرتے تھے۔" مسز چیپ نے بیان کیا۔

"تو کیا مس ونسنٹ کو آپ کے ہاں رہتے بہت عرصہ ہو گیا تھا؟"

"قریباً تین مہینے۔" مسز چیپ نے جواب دیا "مجھے اس لڑکی کے چلے جانے کا سخت ہی رنج ہے۔ مگر میں خود حیران ہوں وہ کون ہے۔ کیونکہ اس کے صحیح حالات کا مجھے بھی علم نہیں۔"

"یقیناً یہ مسٹر گبسن کی اپنی گاڑی نہ تھی؟"

"واقعی نہیں۔ ورنہ وہ کیا کوچبان کے پاس بیٹھتے؟ پھر بھی خیال تو کرو مس ونسنٹ کو لانے کے لئے جو میرے مکان میں ایک پونڈ ہفتہ وار کے خرچ پر رہا کرتی تھی۔ گاڑی بھیجی گئی۔۔۔"

"لیکن آپ کو یہ تو معلوم ہوگا وہ اب گئی کہاں ہے؟" کرسچن نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"افسوس مجھے اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔" مسز چیپ نے جواب دیا "یہ شخص مسٹر گبسن غائت درجہ خاموشی پسند ہے۔ اور نہ مس ونسنٹ نے ہی کبھی مجھ سے اپنے متعلقین کا ذکر کیا ہے۔ بہر صورت روز اول سے میرا گمان ہے کہ اس کے حالات زندگی نہائت پراسرار ہیں۔ عرصہ دراز تک

وہ ہمارے پادری مسٹر ٹمکین کے پاس رہی اور آخر جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی بیوہ کی سفارش پر اُسے ہمارے مکان میں رکھا گیا۔ کیونکہ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے مسٹر جیب گرجا کے محرر ہیں۔"

"کیوں مگر مس ونسنٹ ان پادری صاحب کے ہاں کتنا عرصہ رہی تھی؟" کرسچین نے پوچھا۔

"قریباً دو سال" مسز جیب نے جواب دیا "جب وہ اول مرتبہ ان کے مکان پر آئی۔ تو اس کی عمر چودہ سال کے قریب تھی۔ ان دنوں وہ سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھی۔ کیونکہ اس کی ماں کا انہی ایام میں انتقال ہوا تھا۔ مجھے صحیح حالات تو معلوم نہیں۔ کیونکہ مس ونسنٹ نے کبھی مجھ سے اپنا حال بیان نہیں کیا۔ مگر افواہً سنا گیا ہے۔ کہ وہ کسی امیر خاندان کی لڑکی ہے۔ جب مسٹر گبسن اُسے ہمارے ہاں چھوڑنے آئے۔ تو انہوں نے بھی اشارتاً کہا تھا۔ کہ اس لڑکی کے حالات زندگی مخصوص ہیں۔ آپ لوگوں نے انہیں جاننے کی کوشش نہ کرنا۔"

"اس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص مسٹر گبسن کسی دوسرے آدمی کا کارندہ ہے۔" کرسچین نے کہا "اور یہ اس دوسرے شخص کی ہی گاڑی تھی جس میں مس ونسنٹ سوار ہوئی۔ مگر ہاں یہ تو میں آپ سے پوچھنا ہی رہ گیا کہ اس لڑکی کے چلے جانے سے آپ کو جو نقصان پہنچا۔ اس میں میرا اپنا کیا قصور تھا؟" کرسچین نے یکایک سوال کیا۔ کیونکہ یہ سوال اس کے دل کو سخت بے چین کر رہا تھا۔ کہ مس ونسنٹ کی روانگی محض میری وجہ سے ظہور میں آئی۔

"معلوم ہوتا ہے جس وقت مسٹر گبسن کل میرے مکان پر آئے۔ تو انہوں نے آپ کو دروازہ پر کھڑے دیکھا تھا۔" مسز جیب نے کہا "مجھ سے پوچھنے لگے۔ یہ شخص کون ہے۔ اور مجھے مجبوراً بتانا پڑا کہ یہ بھی میرے ہاں کرایہ دار ہیں۔ بس اتنی بات سن کر وہ چپ ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا میں نے اس خیال سے مس ونسنٹ کو آپ کے یہاں رکھا تھا۔ کہ اس مکان میں کوئی ایسا نوجوان موجود نہیں ہے جو اس سے فضول باتیں کیا کرے۔ میں نے کہا مسٹر ایشٹن نہایت شریف اور نیک طینت جوان ہیں وہ دن بھر کام پر رہتے ہیں اور مس ونسنٹ سے ان کی اس کے سوا کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ کہ دو تو صحن میں یا زینہ پر ایک دوسرے کے پاس سے گذرے ہوں۔ مگر جب اس سے بھی اس کا اطمینان نہ ہوا تو آخر میں نے کہا۔ خیر میں کسی طرح ان کو فوراً یہاں سے چلا جانے پر رضامند کر لوں گی۔ اس سے مسٹر گبسن کی قدرے دلجمعی ہوئی۔ اور جب وہ رخصت ہوا۔ تو میرا خیال تھا کہ معاملہ حسن و خوبی سے طے ہو گیا۔ مگر شام کے پانچ بجے کیا دیکھتی ہوں کہ ایک گاڑی دروازہ پر کھڑی ہے۔ اور مسٹر گبسن نے اس سے اترتے ہی اطلاع دی۔ میں مس ونسنٹ کو لینے آیا ہوں۔ اس کا مختصر اسباب

فوراً باندھا گیا۔ اور آپ کے آنے سے کوئی ایک دو منٹ پہلے وہ اسے لیکر رخصت ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ یا تو مس ونسنٹ واقعی کسی اچھے خاندان کی لڑکی ہے۔ یا اس کی قسمت نے دفعتاً پلٹا کھایا ہے۔"

"مگر کیا وہ بھی یہاں سے جانے پر رضامند تھی؟" کرسچن نے جی کڑا کر کے پوچھا۔

"نہیں" مسز چپ نے جواب دیا۔ جس وقت مسٹر گبسن اسے لینے آیا تو وہ اپنے کمرہ میں تھی جب اس نے اسے اطلاع دی کہ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تو مس ونسنٹ کی صورت سے سراسیمگی ظاہر ہونے لگی۔"

"کیا واقعی وہ بہت پریشان تھی؟" کرسچن نے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"میرا یہی خیال ہے" مسز چپ نے جو کرسچن کے اس جوش کی وجہ سے قطعاً بے خبر تھی جواب دیا "میری رائے میں وہ یہاں سے جانا نہ چاہتی تھی۔ ہر چند مجھے اس کی سکونت اور خوراک کا صرف ایک پونڈ ہفتہ وار ملتا تھا۔ پھر بھی میں ہمیشہ اس کے ساتھ بہت نرمی سے پیش آتی تھی۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب مسٹر ایشٹن آپ کا یہاں سے جانا ضروری نہیں رہا۔ اور چونکہ مجھے آپ ہی کی بدولت یہ نقصان مس ونسنٹ کے چلے جانے سے ظہور میں آیا۔ پہنچا ہے۔ اس لئے میں التجا کرتی ہوں کہ آپ یہاں سے جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔"

کرسچن نے اس آخری فقرہ کا کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ مسز چپ کے سابقہ الفاظ پر غور کر رہا تھا۔ اس وقت اس کے دل میں رنج و مسرت کا ایک عجیب اشتراک تھا۔ رنج اس لئے کہ حسین و جمیل اسابیلا پراسرار حالات میں اس سے جدا ہوئی۔ اور خوشی اس لئے کہ مسز چپ کے بیان کے مطابق وہ جاتے وقت ملول و مایوس تھی۔ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ یہ مایوسی و ملال مسز چپ سے جدا ہونے کی وجہ سے نہیں۔ ایک خفیہ آواز اسے ان جذبات لطیف سے منسوب کرتی تھی۔ جو اس کے خیال کے مطابق اس نازنین کے دل میں بھی پیدا ہو چکے تھے۔ مگر جیسا اس سے پہلے کئی مرتبہ بیان کیا جا چکا ہے۔ عہد شباب کی مایوسیاں عارضی اور امیدیں ہمہ گیر ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں تخیل ہر قسم کی مشکلات کو قابل تغلب سمجھتا۔ اور ناممکنات پر غالب آنا قرین قیاس خیال کرتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کی امیدیں عسیر الحصول بلندیوں تک پہنچنا اور لاانتہا دشواریوں کو حل کرنا آسان سمجھتی ہیں۔ اور ہر بات میں کامیابی یقینی نظر آتی ہے۔ یہی حالت اس وقت کرسچن ایشٹن کی تھی۔ محض اس خیال کی بدولت کہ حسین اسابیلا کے دل میں بھی میرے لئے کچھ نہ کچھ احساس

محبت ہے۔ اس امید نے تقویت حاصل کرنی شروع کی۔ کہ عجب نہیں عرصہ دراز کے بعد حالات کی تبدیلیوں کے زیر اثر وہ کبھی میری ہو سکے۔

"مسٹر ڈیشٹن آپ کس فکر میں ہیں؟" دفعتاً ایک مسٹر جیب نے پوچھا۔

"میں انہی باتوں پر غور کر رہا تھا۔ جو آپ نے مس وفسنڈٹ کی نسبت بیان کی ہیں" نوجوان نے چونک کر کہا۔

مسٹر جیب نے پھر ایک بار درخواست کی۔ کہ اب آپ مکان تبدیل نہ کریں۔ اور کرسچن نے اس شرط پر رضامندی ظاہر کی۔ کہ جس دوسرے مکان میں اس نے سکونت کا انتظام کیا تھا۔ وہ اس کی مالکن سے خود جا کر عذر کر آئے۔ مسٹر جیب نے اس فرض کو اپنے ذمہ لینا منظور کیا۔ اور اس طرح یہ معاملہ اطمینان بخش طریق پر طے ہو گیا یعنی کرسچن نے مسٹر جیب کے مکان پر ہی رہنا منظور کیا۔

اس جگہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ جب ایک بار اسے نہایت گستاخانہ پیرایہ میں مکان خالی کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ تو اس بدسلوکی کے بعد اس نے کیوں اسی مکان میں ٹھیرنا منظور کیا؟ ہماری رائے میں محض اس لئے کہ اسابیلا اس مکان میں رہا کرتی تھی۔ اور یہ امر قرین قیاس نہ سہی۔ ممکن ضرور تھا کہ وہ شائد پھر کسی روز وہیں آجائے۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے متعلق ہر شخص جس کا دل لذت عشق سے آشنا ہو چکا ہو۔ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ کرسچن نے اسابیلا کی عدم موجودگی میں۔ نیز اس وقت کہ اس کے ساتھ مکان خالی کرانے کے معاملہ میں ناروا سختی کی گئی تھی۔ کیوں وہاں ٹھیرنا منظور کیا۔

ایک ہفتہ اور گذر گیا۔ اور اس کے بعد جب ایک روز کرسچن دس بجے کے قریب سیوارٹ ہوٹل میں پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ ڈیوک کے اہلکاروں میں عجب طرح کا جوش پھیلا ہوا ہے۔ معلوم ہوا اس روز ہائڈ پارک میں فوجی نمائش ہونے والی ہے جس میں نامدار ڈیوک شامل ہوں گے فی الحقیقت یہ نمائش آپ ہی کے اعزاز میں ہونیوالی تھی۔ اس موقعہ پر ضروری تھا۔ کہ حضرت کا پورا عملہ ساتھ ہو پس غیر معمولی تیاریاں عمل میں لائی جا رہی تھیں۔ مختلف کمروں میں اہلکار ہوٹل کے نوکروں کو ضروری احکام صادر کر رہے تھے۔ اور بعض اپنا بہترین لباس تیار کرنے کی فکر میں تھے (گو خدا جانتا ہے ان کا بہترین لباس بھی عام آدمیوں کے معمولی لباس سے کسی طرح اچھا نہ تھا) بعض اپنے مصنوعی زیورات کو صاف کرنے میں مشغول تھے۔ ہوٹل میں پہنچکر کرسچن اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں بیٹھ کر کام کیا کرتا تھا۔ مگر دروازہ کھولتے ہی ٹھٹک گیا۔ کیونکہ جو نظارہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ نہایت شرمناک تھا!

معلوم ہوا کہ صیغہ پارچات کے مہتمم بیرن رینگڈ بیک کوٹ واسکٹ قمیص اور بوٹ پہنے پتلون کی مرمت کر رہے ہیں!

کرسچین کا دفعتاً رک جانا باعث حیرت نہ تھا مگر بیرن کو یہ حالت دیکھ کر سخت غصہ آیا۔ اور وہ جھلا کر کہنے لگا "شیطان اس طرح کنڈی ہلائے بغیر اندر چلے آنا کیا معنی رکھتا ہے؟"

غریب کرسچین اس عجیب سوال کا جواب تو کیا دیتا۔ اسے بیرن کی ہیئت کذائی دیکھ کر بے اختیار ہنسی آگئی۔ بیرن نے غصہ سے دانت کٹکٹائے اور گھبراہٹ میں دریدہ پتلون پہننے کی کوشش جو کی۔ تو داہنے پاؤں کا بوٹ پھٹے ہوئے حصہ میں سے نکل گیا۔ بیرن رینگڈ بیک لڑکھڑا گیا۔ اس نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور دھم سے فرش زمین پر آ رہا۔ کرسچین کو یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ اور اپنی موجودگی سے بیرن کی پریشانی میں اضافہ نہ کرنے کے خیال سے دروازہ بند کر کے الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ اس نے سوچا۔ جب تک حضرت بیرن پتلون کی مرمت سے فارغ ہوں مجھے ڈیوڑھی میں انتظار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ ڈیوک کے مختلف اہلکاروں کے بیچ سے گذرتا ہوا ڈیوڑھی کی طرف چلا۔ وہاں پہنچا تو شوبلیر کیجیر فوجی کوٹ پہن رہے ہیں۔ مگر ناظرین کرسچین کی حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ آپ کے گلے میں قمیص ندارد ہے۔ اور اس کی جگہ فلالین کی جاکٹ پہن رکھی ہے جسے شاید دو مہینہ سے پانی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ حالات پیش آمدہ میں اس کے لیئے اس بات کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ یا تو شوبلیر کے پاس کپڑوں کی بہت کمی ہے یا دھوبن کو اس کی اجرت نہیں ملی۔ اور اس نے کپڑے روک رکھے ہیں۔

شوبلیر کیجیر نے کرسچین کو دیکھ کر جلدی سے کوٹ کے بٹن لگا لیئے۔ اور چونکہ کوٹ کی تراش فوجی تھی جس میں گریبان کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اس لیئے بٹن لگ جانے سے قمیص کی عدم موجودگی کا نقص چھپ گیا۔ اس وقت شوبلیر گیبینین جنہیں لارڈ چیمبرلین کا درجہ حاصل تھا بے تحاشہ دوڑتے ہوئے آئے۔ اور زور سے گھنٹی بجائی۔ معلوم ہوا انہیں بھی اس وقت اتنا ہی جوش تھا۔ جتنا بیرن رینگڈ بیک کو کرسچین کی مداخلت سے پیدا ہوا تھا۔ فی الحقیقت آپ اتنے گھبرائے ہوئے تھے کہ انہوں نے کرسچین کی موجودگی کا خیال بھی نہیں کیا۔ گھنٹی کی آواز سن کر ہوٹل کا ایک نوکر حاضر ہوا۔ شوبلیر نے جوش سے اس کا بازو پکڑا۔ اور مضطرب لہجہ میں کہنے لگا "برجس ... برجس ..."

معلوم ہوتا ہے نوکر اس لفظ کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اس نے مایوسانہ انداز سے سر کو حرکت دی۔

"برجیس!" ایک بار پھر شویلیر گیبین نے حالت جوش میں کہا۔ اور اس وقت ان کا غصہ قابل معافی تھا۔ کیونکہ اس ایک لفظ کے سوا انہیں انگریزی کا حرف تک نہیں آتا تھا۔ اس لئے وہ کچھ اور بیان کرنے سے قاصر تھے۔

اس موقعہ پر شویلیر کیجبر جو بٹن لگانے کے کام سے فارغ ہو چکا تھا اپنے دوست کی مدد کیلئے آگے بڑھا۔ دونوں میں تھوڑی دیر جرمن زبان میں کچھ باتیں ہوئیں۔ جس کے بعد شویلیر کیجبر نے ہوٹل کے نوکر سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھو لارڈ چیمبرلین صاحب نامدار ڈیوک کی برجس طلب کرتے ہیں"

نوکر کی حیرت میں اب تک کمی نہ ہوئی تھی۔ اس لئے شویلیر کیجبر نے اس شکستہ انگریزی میں جو وہ بول سکتا تھا تشریحاً بیان کیا۔ کہ ایک دن پیشتر ڈیوک کی پتلون اس لئے درزی کے ہاں بھیجی گئی تھی کہ اس پر سنہری فیتہ لگا دیا جائے۔ یہ پتلون اب تک واپس نہ ہوئی تھی۔ اور ڈیوک صرف قمیص پہنے اسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ جس سے نہ صرف ان کو تکلیف کا سامنا بلکہ اس کا احتمال بھی تھا کہ مبادا نمائش میں شامل نہ ہو سکیں۔ نوکر نے فوراً ایک آدمی کو درزی کی دکان پر بھیجے کا وعدہ کیا۔ مگر کرسچن نے دیکھا کہ وہ اس وقت بمشکل ہنسی ضبط کر سکتا تھا۔ خود کرسچن کی یہ حالت تھی۔ کہ اگر جرمن اہلکاروں کی ناراضی کا خوف نہ ہوتا۔ تو جی کھول کر قہقہہ لگاتا۔ آخر اس خیال سے کہ بیرن ریگڈ بیک نے اس وقفہ میں پتلون درست کر لی ہوگی۔ اور کمرہ جہاں وہ بیٹھ کر کام کیا کرتا تھا خالی ہو گیا ہوگا۔ وہ اس طرف کو جا رہا تھا کہ دفعتاً جرنیل ہمل سپنکن اور کونٹ فرمین ہاسن میں جھگڑا ہوتے دیکھ کر رک گیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ان میں سے آخری منصب دار کا فرض عصائے ہیجی کو ہاتھ میں لے کر حاضر رہنا تھا۔ فوجی نمائش کی تقریب پر اس نے اپنے لئے چکور کی دم کے بالوں کی ایک کلغی تیار کی تھی جسے وہ اس قسم کے پیتل کے بروچ سے جیسے عموماً اٹھارہ پنس قیمت میں لوتھر آرکیڈ میں بکا کرتے ہیں۔ ٹوپی سے لگا رہا تھا۔ کہ جرنیل ہمل سپنکن نے کلغی اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ شاید اس لئے کہ اس نے سوچا میں ایک اعلیٰ فوجی افسر ہوں اور یہ کلغی میرے لئے زیادہ موزوں ہوگی۔ مگر کونٹ فرمین ہاسن کے خیالات اس سے مختلف تھے۔ نتیجہ یہ کہ دونوں میں تکرار ہونے لگی۔ جرنیل نے ایک بہادر سپاہی کی حیثیت میں کلغی کو جبراً اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی۔ جس سے کہ مار پیٹ تک نوبت آ گئی۔ مگر جس وقت یہ دونوں اعلیٰ افسر خردسال شاطر کی طرح مصروف جنگ تھے۔ رسیر ہمبگ یعنی اس ذی منصب کے سپرد مہروں کی حفاظت کا کام تھا چپکے سے کلغی اٹھا لی۔ اور کمرہ کے دوسرے حصہ میں بیٹھ کر اپنی ٹوپی میں اس جگہ لگایا۔ جہاں وہ شکستہ اور

دریدہ تھی۔ خدا خدا کر کے جنریل اور کونٹ کا جھگڑا کونٹ روزی کی مداخلت سے رفع ہوا۔ مگر اب ایک نئی مشکل پیش آئی۔ کہ ہیر ہیبک کلفی سے دست بردار ہونے کو آمادہ نہ تھے۔ وہ اسے ٹوپی میں لگا کر بانکپن سے ٹوپی کج رکھے ہر دو اہلکاروں کی طرف اس طرح دیکھتے ہوئے رخصت ہوئے۔ گویا زبان حال سے کہہ رہے ہیں، اگر کسی میں ہمت ہے تو آکر چھین لے۔

یہ حالات دیکھ کر کرسچن کو حیرت اور نفرت ہوئی۔ اور کسی قدر ہنسی بھی آئی۔ سخت برگشتہ خاطر ہو کر وہ سکرٹری کے کمرہ میں گیا۔ مگر دروازہ بند تھا جس سے قدرتی طور پر اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بیرن ریگنڈ ہیک ابھی تک مرمت کے کام سے فارغ نہیں ہوئے۔ اور اطمینان سے بیٹھے ہوئے یہ کام کر رہے ہیں۔ ناچار وہ پھر ڈیوڑھی کی طرف واپس ہوا عین اس موقعہ پر ہوٹل کے خادم نے واپس آکر ڈیوک کی اس پتلون کے حالات بیان کئے۔ جو سنہری فیتہ لگانے کو درزی کے ہاں بھیجی گئی تھی۔ جو کچھ اس نے بیان کیا اس سے معلوم ہوا۔ کہ سنہری فیتہ ان دنوں بہت مہنگا ہے۔ اور چونکہ پتلون پر چوڑی گوٹ لگائی گئی ہے۔ اور اس میں ایک دو مقامات پر مرمت بھی ہوئی ہے جس کی مجموعی لاگت تین پونڈ کے قریب ہو گئی ہے۔ اس لئے درزی نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ پتلون کی واپسی سے پہلے میرا حساب بیباق ہونا چاہیئے۔ گو اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ اس سے کسی قسم کی بے اعتباری کا اظہار منظور نہیں۔ محض ضابطہ کا عمل ہے۔ جس سے کسی کو برا نہ ماننا چاہیئے۔ یہ سب حالات سن کر کرسچن کو ڈیوک کی مشکلات سے ہمدردی محسوس ہوئی۔ اور دونو اہلکار شوبلیر پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ان میں تھوڑی دیر جرمن زبان میں باتیں ہوئیں جس کے بعد شوبلیر گمبینن نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اٹھارہ پنس نکالے۔ اور شوبلیر کیچر نے اپنی جیب سے پونے چار پنس۔ مگر جب ان دونو رقموں کا مجموعہ بھی زر مطلوبہ سے کم رہا۔ تو حالت واقعی مضطرب کن نظر آنے لگی۔ اس موقعہ پر بیرن فاروں بیس وزیر خزانہ نمودار ہوئے۔ اور کرسچن نے سوچا کہ اب شاید ان کی تشریف آوری سے معاملہ اطمینان بخش طریق پر طے ہو جائے گا۔ مگر بیرن کی حیثیت ان کے نام کے مطابق ہی ثابت ہوئی۔ یعنی ان کے پاس ایک فاردنگ تک برآمد نہ ہوا۔ کرسچن کو یہ حالت دیکھ کر بہت رحم آیا۔ اور گو اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آئندہ کبھی اپنے جرمن دوستوں کو ایک پیسہ تک ادھار نہ دوں گا۔ تاہم مجبوری کی حالت میں ان کی مشکلات کو آسان کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ وہ شوبلیر کیچر کی طرف بڑھ کر کہنے لگا "ضرورت ہو تو تھوڑی سی نقدی میرے پاس

بھی ہے۔"

وہاں اب واکار تھا۔ سب رقم خرچ کی گئی۔ جس کے بعد نوکر ڈیوک کی پتلون دھلنے دھوبی کی طرف روانہ ہوا۔ مختصر یہ کہ نادار ڈیوک کو نصف گھنٹہ سردی میں ٹھٹھرنے کے بعد پتلون نصیب ہوئی۔ مگر شکر ہے کہ اس کے بعد کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی۔ اور سب کام اطمینان کے ساتھ ہو گیا۔ دوپہر ہوتے ہوتے ڈیوک دربار کے عمل کے لئے گئے۔ ایک گھوڑے پہ ہی آگئے بازار میں بے شمار لوگ آپ کا جلوس دیکھنے کو جمع تھے . . اس ڈیوک کا بیان جس کی پتلون کرسچین ایشن کی مالی امداد سے درزی کے ہاں سے واگذار ہوئی تھی، دوپہر جناب نے گھوڑے کے پروں کی کلغی اب تک ٹوپی میں سجا رکھی تھی۔ اور بیرن۔ بگڈ بیک کی مرمت شدہ پرچھیاں میں جو ہجا شکن نظر آتے تھے۔ باقی اہلکاروں کا بھی کم و بیش یہی حال تھا۔ بہرحال ان کے کلغی خوبصورت سورج کی روشنی میں سونے کی چمک پیدا کر رہے تھے۔ آخر جب یہ مجمع بازار سے گذرا تو حاضرین نے بڑے زور سے چیرز دئے۔ انہیں کیا خبر ان لوگوں کی اندرونی حالت کیا ہے؟ لطف یہ کہ جس درزی نے تین پونڈ کی رقم کے لئے نادار ڈیوک پر اعتبار نہ کیا تھا۔ اسی نے دوسرے دن اپنے سائن بورڈ پر یہ الفاظ درج کر لئے "انہیں ڈیوک آف سالبرگ کی سرپرستی حاصل ہے۔"

باب ختم کرنے سے پہلے ہم صرف اتنا اور لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب عام لوگ بازار میں جب جمع ہو کر ان نام نہاد امیروں کو چیرز دیتے ہیں۔ تو انہیں اس بات کا قطعاً خیال نہیں ہوتا کہ جن کے لئے ہماری طرف سے اس قدر اظہار تحسین ہو رہا ہے۔ ان کی صحیح قدر و قیمت کیا ہے ایک بھیڑ چال ہے کہ سب لوگ اس پر چل رہے ہیں۔

ساتویں جلد ختم ہوئی